ہفت روزہ

خدام الدین لاہور

بیادگار
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی
شیرانوالہ دروازہ لاہور



احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَبَاغَضُوْا، وَلَا تَحَاسَدُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا، وَلَا تَقَاطَعُوْا وَکُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰہِ اِخْوَانًا، وَلَا یَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ یَّھْجُرَ اَخَاہُ فَوْقَ ثَلَاثٍ، مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ

ترجمہ! حضرت انس رض سے روایت ہے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آپس میں بغض نہ رکھو، اور نہ حسد نہ کرو، اور نہ ہی بے تعلقی اختیار کرو، اور نہ ہی قطع تعلقات کرو، اور سب خدا کے بندو بھائی بھائی بن جاؤ، اور کسی مسلمان کو یہ چیز جائز نہیں ہے، کہ وہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑ دے (بخاری وسلم)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ تُفْتَحُ اَبْوَابُ الْجَنَّۃِ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ وَیَوْمَ الْخَمِیْسِ فَیُغْفَرُ لِکُلِّ عَبْدٍ لَا یُشْرِکُ بِاللّٰہِ شَیْئًا، اِلَّا رَجُلًا کَانَتْ بَیْنَہٗ وَبَیْنَ اَخِیْہِ شَحْنَاءُ... فَیُقَالُ اَنْظِرُوْا ھٰذَیْنِ حَتّٰی یَصْطَلِحَا! اَنْظِرُوْا ھٰذَیْنِ حَتّٰی یَصْطَلِحَا! رَوَاہُ مُسْلِمٌ وَفِیْ رِوَایَۃٍ لَہٗ "تُعْرَضُ الْاَعْمَالُ فِیْ کُلِّ یَوْمِ خَمِیْسٍ وَاثْنَیْنِ" وَذَکَرَ نَحْوَہٗ —

ترجمہ! حضرت ابوہریرہ رض سے روایت ہے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، کہ پیر اور جمعرات کے دن جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ اور ہر اس بندہ کی مغفرت کی جاتی ہے جو اللہ تعالےٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو، مگر وہ شخص کہ اس کے درمیان اور اس کے بھائی کے درمیان کوئی عداوت ہو، تو کہا جاتا ہے، کہ ان دونوں کو مہلت دے دو، یہاں تک کہ یہ دونوں صلح کر لیں، ان دونوں کو مہلت دے دو، یہاں تک کہ یہ دونوں صلح کر لیں (مسلم) اور مسلم ہی کی ایک روایت میں ہے کہ ہر پیر اور جمعرات کو بندوں کے اعمال اللہ تعالےٰ کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں اور بقیہ حدیث اسی طریق سے ہے

فائدہ:- حافظ ابن حجرؒ نے "وکونوا عباداللہ اخوانا" (خدا کے بندو بھائی بھائی ہو جاؤ) کی شرح میں قرطبیؒ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ رحم و شفقت، غمخواری اور محبت، اعانت اور خیر خواہی میں نسبی بھائیوں کی طرح ہو جاؤ۔ لیکن یہ اخوت اسی وقت قائم ہو سکتی ہے جب ان تمام بداخلاقیوں سے اجتناب کیا جائے ورنہ اس کے بجائے دشمنی پیدا ہو جائے گی اور اس قسم کے تمام محاسن اخلاق جو اخوت کا ثمرہ ہیں فنا ہو جائیں گے

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِیَّاکُمْ وَالْحَسَدَ فَاِنَّ الْحَسَدَ یَاْکُلُ الْحَسَنَاتِ کَمَا تَاْکُلُ النَّارُ الْحَطَبَ اَوْ قَالَ الْعُشْبَ" رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ

ترجمہ! حضرت ابوہریرہ رض سے روایت ہے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگ حسد سے بچو، اس لئے کہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے یا آپ نے فرمایا گھانس کو (اس حدیث کو ابو داؤد نے روایت کیا ہے)

فائدہ! اس سے معلوم ہوا کہ اخلاقی پہلو سے حسد نہایت خطرناک چیز ہے، اور اسی بناء پر حضورؐ اکرم نے خاص طور پر حسد سے بچنے کی ہدایت فرمائی اور یہی وجہ ہے، کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے رسولؐ کو اور ہر مسلمان کو اس خطرہ سے پناہ مانگنے کی ہدایت فرمائی ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے، اور برا چاہنے والے کی بدی سے، جب کہ وہ حسد کرے۔

• عَنْ مُعَاوِیَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: اِنَّکَ اِنِ اتَّبَعْتَ عَوْرَاتِ الْمُسْلِمِیْنَ اَفْسَدْتَھُمْ اَوْ کِدْتَ اَنْ تُفْسِدَھُمْ حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ، رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ

ترجمہ! حضرت معاویہ رض سے روایت ہے بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا فرما رہے تھے، کہ اگر تو لوگوں کے عیوب کی جستجو میں لگے گا تو ان کو فساد میں مبتلا کر دے گا۔ یا قریب ہے کہ تو ان کو فساد میں مبتلا کر دے (کیونکہ اس سے بڑھ کر اور کوئی مفسدہ نہیں ہے) حدیث صحیح ہے۔ ابو داؤد نے اسناد صحیح کے ساتھ اس حدیث کو ذکر کیا ہے۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّہٗ اُتِیَ بِرَجُلٍ فَقِیْلَ لَہٗ ھٰذَا فُلَانٌ تَقْطُرُ لِحْیَتُہٗ خَمْرًا فَقَالَ اِنَّا قَدْ نُھِیْنَا عَنِ التَّجَسُّسِ، وَلٰکِنْ اِنْ یَّظْھَرْ لَنَا شَیْءٌ نَاْخُذْ بِہٖ حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ" رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ بِاِسْنَادٍ عَلٰی شَرْطِ الْبُخَارِیِّ وَمُسْلِمٍ —

ترجمہ! حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے منقول ہے کہ ان کی خدمت میں ایک آدمی لایا گیا اور اس کے متعلق کہا گیا کہ فلاں شخص ہے۔ جس کی داڑھی سے شراب کا اثر نمایاں ہے۔ فرمایا کہ ہم کو عیوب کے تلاش کرنے سے منع کیا گیا لیکن جب ہمارے سامنے کوئی ایسی چیز ظاہر ہوگی تو ہم اس پر گرفت کریں گے۔

ہفتہ وار
خدّام الدین لاہور
فون نمبر ۶۷۵۴۵
ایڈیٹر:- مناظر حسین نظرؔ
سالانہ چندہ ۱۱ روپے
ششماہی ۶ روپے
فی پرچہ ۴؍
جلد ۹ | ۲۳ اگست ۱۹۶۳ء | ربیع الثانی ۱۳۸۳ھ | شمارہ ۱۶

واعظین کرام سے اپیل

جمعیتہ علمائے ہند کے ترجمان "روزنامہ الجمعیۃ" دہلی نے "احوال و کوائف کے عنوان سے ۱۱ اگست ۱۹۶۳ء کے سنڈے ایڈیشن میں بڑے کام کی باتیں تحریر کی ہیں اور واعظین کرام سے خطاب کرتے ہوئے لکھا ہے:-

"تجربہ سے کچھ ایسا معلوم ہوا ہے کہ مسلمان جتنا زیادہ وعظ سنتے ہیں۔ اور ان کی اصلاح کے لئے ان سے جتنا زیادہ خطاب کیا جاتا ہے وہ اتنا ہی زیادہ چکنا گھڑا ثابت ہوتے ہیں انہیں روز جھنجوڑئیے وہ زیادہ گہری نیند میں چلے جاتے ہیں اگر کسی سے ایک بات دس بار کہی جائے تو اس پر کبھی تو اثر ہونا چاہیئے لیکن مسلمانوں کو دس بار کیا ہزار بار بھی کوئی بات دہرائی جائے وہ اپنی جگہ سے نہیں ہلتے۔ تو پھر کیا وعظ و ارشاد کا سلسلہ بند کر دیا جائے! کیا اصلاح پسند اپنی مساعی کو لپیٹ کر رکھ دیں؟ ایسا ہوتا بھی ممکن نہیں۔ پیشہ ور واعظوں کی بلا سے کہ ان کی نصیحتوں پر کوئی عمل کرتا ہے یا نہیں وہ وعظ کی مجلسیں گرم رکھتے ہیں۔ کیونکہ ان کا مقصد مسلمانوں کو اٹھانا نہیں بلکہ اپنی روزی پیدا کرنا ہے۔ لیکن جو واعظین کرام ملت کا درد رکھتے ہیں اور وعظ کہنا ان کا پیشہ نہیں بلکہ دین مبین اور ملت کی خدمت ہے انہیں چاہیئے کہ وہ اپنا طریقہ بدل دیں، اور اصلاح کرنے کی کوئی دوسری راہ اختیار کریں۔ مثلاً وہ فضول اور مسرفانہ رواجوں کے خلاف بہت کم بولیں اور اپنی مخالفت کو عملی رنگ دینے کی کوشش کریں۔

مثلاً وہ ایسا انتظام کریں کہ اگر ان کے حلقے میں شادی، ختنہ، عقیقہ یا کوئی دوسری تقریب منائی جائے تو اس کی انہیں اطلاع مل جایا کرے اور وہ وقت سے پہلے تقریب منانے والوں کے پاس پہونچیں اور انہیں اس بات پر راضی کریں کہ وہ خلاف شریعت کوئی کام نہیں کریں گے اور تقریب کو بالکل سادہ طریقہ پر منائیں گے انہیں بتایا جائے کہ قرض لے کر تقریب منانا ان کے نظام زندگی کا پورا نقشہ بدل دیتا ہے۔ گاجے باجے کے ساتھ برات کا جلوس نکالنا چھچھورپن ہی نہیں بلکہ مسلمانوں کی بدنامی کا باعث بھی ہے اور اس پر جو کچھ خرچ کیا جاتا ہے وہ اسراف بھی ہے بات بات پر تقریب منانا اور اس پہ دل کھول کر صرف کرنا پوری ملت پر اثر انداز ہوتا ہے،

اگر وہ تقریبات پر خرچ ہونے والی رقم کو بچوں کی تعلیم پر خرچ کریں تو وہ اس مالی کا پارٹ ادا کریں گے جو اپنے گلشن کو پر بہار بناتا اور باغ کی رکھوالی کرتا ہے اس طرح مسلم عوام سے شخصی ربط پیدا کرنے کا نتیجہ ممکن ہے کہ سال دو سال نہ نکلے اور علماء کو بہت سی مزاحمتیں پیش آئیں مگر انہیں اپنی تگ و دو کو برابر جاری رکھنا چاہیئے اگر واعظین کرام نے اس طریقہ سے پانچ فیصدی کامیابی بھی حاصل کر لی تو یہ ہزار وعظوں سے زیادہ قیمتی ثابت ہوگی بار بار کی نجی تبلیغ کبھی نہ کبھی اپنا اثر پیدا کرے گی اور رواجی مسلمان سوچنے پر مجبور ہو جائیں گے۔

اس سلسلہ میں عیسائی مشنریوں کو داد دینی پڑتی ہے کہ وہ کسی حلقہ میں دس دس سال کام کرتے ہیں اور بے شمار دولت بھی خرچ کرتے ہیں اور ناکام ہونے پر ذرا بھی مایوس نہیں ہوتے ہم نے ایسے عیسائی مشنری دیکھے ہے۔ جو دس سال تک ایک بھی عیسائی نہیں بنا سکے مگر کام جاری رکھتے ہیں۔ بعض عیسائی مشنری وحشی قبائل میں جا کر ان کے رسم و رواج اور طریق زندگی کا مطالعہ کرتے ہیں ان کی زبان سیکھتے ہیں ہسپتال کھولتے ہیں۔ قبائلیوں سے روابط پیدا کرتے ہیں۔ ان کی خدمت کر کے ان کے دلوں میں گھر کرتے ہیں اور صرف تمہید ہی تمہید میں ۲۵ سال گزار دیتے ہیں۔ مگر کیا مجال کہ دل برداشتہ ہو جائیں یا اپنے کام کی اہمیت کو نظر انداز کر دیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ اگر ان کے قائم کردہ ہسپتال میں مریض آ کر آرام پاتے ہیں تو یہ ان کی بہت بڑی کامیابی ہے اگر بچوں کے لئے کوئی پارک بنا دیتے ہیں تو وہ اندازہ لگاتے ہیں کہ بیس سال بعد اس کا نتیجہ کیا ہوگا!

اگر یہی لگن واعظین کرام میں بھی پیدا ہو جائے اور وہ صرف مسلم عوام سے شخصی روابط پیدا کر کے مسرفانہ تقریبات سے نجات دلا دیں۔ زیادہ نہیں صرف ۵ فیصدی تو وہ اپنے مشن میں ناکام نہیں ہو سکتے۔ پھر قول سے زیادہ عمل کا اثر ہوتا ہے اور عمل سے عملی زندگی بنتی ہے، ویسے وعظوں میں سب کچھ کہتے رہیئے۔ مسلمان ثواب لوٹ کر الگ ہو جائے گا،

چونکہ مسرفانہ تقریبات اور رسم و رواج میں عورتیں زیادہ مبتلا ہوتی ہیں اور اکثر گھرانوں میں ان ہی کی بات چلتی ہے۔ اس لئے اگر ان کے ذہنوں کو تبدیل کرنے کے لئے سمجھدار خواتین سے کام لیا جائے۔ تو یہ زیادہ بہتر اور مؤثر ہوگا۔ آج کل مسلم گھرانوں میں عورتیں وعظ فرماتی ہیں۔ اگر انہیں صحیح خطوط پر کام کرنے کی تربیت دی جائے تو وہ عملی شکل میں بہت بڑا کام کر سکتی ہیں لیکن اکثر واعظ خواتین بھی پیشہ ور ہوتی ہیں اور کی جہالت اتنی بڑھی ہوئی ہوتی ہے۔ کہ وہ اصلاح کے بجائے فساد پیدا کرتی ہیں وہ دین سے واقف نہیں ہوتیں اس لئے وہ ہرنی نامہ کا وعظ فرما کر اپنا وعظ وصول کرتی ہیں۔ جھوٹی داستانیں۔ بے اصل معجزے اور کچھ فضول قسم کے اشعار سے ناواقف عورتوں کو اور زیادہ گمراہ کرتی ہیں۔ لیکن اگر انہی خواتین کو قیادت کی تربیت دی جائے اور وہ وعظ کے ذریعہ نہیں بلکہ شخصی اور نجی روابط کے ذریعہ عورتوں کو مسرفانہ... تقریبات سے بچانے اور بچوں کی تعلیم پر زور دینے کی کوشش کریں تو نتائج امید افزا نکل سکتے ہیں۔ ہم واعظین کرام سے عرض کریں گے کہ وہ فرسودہ طریقوں کو چھوڑ کر اصلاح کے نفسیاتی طریقے اختیار کریں اور نجی تبلیغ کو آزما کر دیکھیں اور پھر ان نتائج کا جائزہ لیں جو ایک طرف وعظ و ارشاد سے مرتب ہوتے ہیں اور دوسری طرف گھروں پر جا کر نجی طور پر سمجھنے سمجھانے سے پیدا ہوتے ہیں۔

سطور بالا کسی تشریح و تفصیل کی محتاج نہیں بلکہ وقت کی ضرورت کو پیش نظر رکھ کر درد مندی اور ہمدردی کے جذبے سے سپردِ قلم کی گئی ہیں اور ہمیں ان سے حرف بحرف اتفاق ہے۔ لیکن ہم پاکستان کے حالات کے مطابق کچھ اضافہ چاہتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ مسلمانوں کی سیاسی، معاشرتی اور اقتصادی تربیت بھی اسلامی اصولوں کے مطابق آج کے دور میں انتہائی ضروری ہے اور علماء و واعظین کو اولین فرصت میں اس طرف اپنی توجہ مرکوز کرنی چاہیئے۔

آج جمہوریت کا دور دورہ ہے جو جماعت عوام کو ساتھ لے کر نہ چلے گی، کوئی تنظیم نہ رکھتی ہوگی اور عوام کو ووٹ کی قدر و قیمت سمجھا کر انہیں اپنے ساتھ نہ ملا سکے گی وہ کبھی آگے نہیں آسکتی اور نہ اپنی کوئی بات منوا سکتی ہے۔ چنانچہ علماء واعظین حضرات کا فرض ہے کہ وہ خدمت کے جذبے کے ساتھ جگہ جگہ جمعیتیں قائم کریں۔ اسلام کی عزت اور سربلندی کے لئے دامے، درمے، قدمے، سخنے مدد کرنے والے افراد پیدا کریں اور ان کی تربیت کریں۔ تاکہ علمائے اسلام کے ہاتھ مضبوط ہو سکیں اور ملک میں اسلامی دستور کا نفاذ عمل میں آسکے۔

یہی وقت کی آواز ہے اور اسلام اپنے نام لیواؤں سے اسی حق کا مطالبہ کرتا ہے ــــ

(ادارہ)

یومِ آزادی

غازی خدا بخش مدظلہ

ہمارا وطنِ عزیز پاکستان ماہِ رواں میں آزاد ہوا ہماری چھاؤنیوں سے انگریزی افواج نے انگلستان کا رُخ کیا۔ اور ہم نے یہ ملک اس لئے حاصل کیا کہ اس میں اللہ اور اس کے رسول کے احکام نافذ ہوں۔ لیکن آج سولہ سال سے زائد کا عرصہ گزر جانے کے بعد بھی یہ آرزو پوری نہیں ہوئی کیا اس میں اپنی رفتارِ ترقی کا جائزہ نہ لینا چاہیئے دل سے یہی آواز آتی ہے کہ سولہ سال کیا ہر دن کا جائزہ رات کو نوم سبات سے پہلے لینا۔ ہر عاقل کا فرض ہے۔

اللہ تعالٰے نے ہمیں پاکستان کی سرزمین عنایت فرمادی اگر ہم نے اس میں اس کی مرضی کے مطابق حکومت قائم نہ کی تو وہ اس خطے کو ہم سے چھین بھی سکتا ہے۔ کیونکہ عزت و ذلت اسی کے ہاتھ میں ہے۔ سنت [illegible] پر خدا کا حکم رواں دواں نہ کیا تو اسے مہلت دے دی گئی جب مہلت ختم ہوئی تو اسے ختم کر دیا گیا۔

اب مقام غور ہے کہ پاکستان کے مذکورہ بالا زریں مقصد میں ہم کس حد تک کامیاب ہیں ہر مجلس اور ہر محفل کا جہاں مقصد معین ہوتا ہے وہاں حصولِ مقصد کے کچھ قواعد و ضوابط بھی ہوتے ہیں اس میں شک نہیں کہ مقصد میں تا حینِ حیات تبدیلی ...... واقع نہیں ہوتی اگرچہ قواعد و ضوابط تبدیلی حالات سے تبدیل ہوتے رہتے ہیں دوا نسخے کے مطابق ہوتی ہے بوتل کی شکل خواہ مستطیل ہو یا مربع۔ منزلِ مقصود ایک ہوتی ہے اس تک پہنچنے کے لئے مختلف راہیں کھول دی جاتی ہیں منزل کا متمنّیٔ صادق بتائی ہوئی راہوں میں سے جس راہ پر گامزن ہوگا وہ ایک دن اپنی منزل پر پہنچ جائے گا۔

سب سے پہلے ہم پاکستان کے مقصد پر بالغور و تدبر کر لیں ہم جتنی بار بھی اپنے مقدس مقصد پر نظرِ غائر ڈالتے ہیں ــــ ہمیں حق الیقین ہوتا ہے کہ واقعی حکمرانِ حقیقی کی بادشاہت میں حقیقی بادشاہ کا ہی حکم جاری ہونا چاہیئے۔ جوں جوں اس پر غور کرتے ہیں۔ ووں ووں یہ یقین بڑھتا جاتا ہے واقعی یہ مقصد ہر خطا سے مبرا و معرا ہے ہر شک و ریب سے پاک ہے یقین محکم حاصل ہوتا ہے کہ جس راعی کی ہم رعایا ہیں اسی کا قانون ہم پر چلنا چاہیئے تو پھر کیا سولہ سال کے طویل عرصے میں وہ قانون پورے کا پورا ہم پر لاگو ہوگیا؟ ہر شخص اس کا جواب نفی میں پائے گا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال سے پہلے وہ قانون مکمل ہوگیا تھا۔ اس میں کافۃً مکمل طور پر داخل ہونا ہمارا فرض قرار دیا گیا جس مقصد پر یقین اتم ہے اس مقصد کو سالہا حیطۂ تاخیر میں ڈالنا اربابِ حل و عقد کے لئے نازیبا و ناروا ہے مقصد سے دور رہنا ہمارے انقص یقین کی غمازی کرتا ہے۔

ہمارے اقوال ہمارے افعال کے مؤید نہیں ہمارا کردار ہماری گفتار سے کوسوں دور ہے ہمارے حکمران طبقے کا عمل اپنے یقین سے مفقود و ناپید ہے۔

ہمارا ملک آزاد ہوگیا لیکن ہمارے اذہان میں تاحال انگریز کے قانون کی غلامی مرتسم و جاگزیں ہے۔ اگر یقین محکم اور عمل پیہم ان کے رگ و ریشہ میں ہوتا تو یہ اپنے مقصد کو پاکستان ہی پر حاوی نہ کرتے بلکہ اُسے بیرونِ پاکستان پر بھی غالب کرتے۔ آج بھی اگر یہ پہلے اپنے ہاں ایک دوسرے کو اس مقصد کی تلقین کریں اور صحیح اسلامی سوسائٹی کی ممبرشپ بڑھانے کی سعی کریں اس کا اصل طریق یہی ہے، کہ خیرات گھر سے شروع ہوتی ہے اپنے نفس کی اصلاح کریں، ہر گھر کے قریبی افراد کو سمجھائیں پھر ہمسایہ تک یہ پیغام پہنچائیں محلے سے بازار اور بازار سے شہر اور شہر سے ملک میں اور ہر ملک سے نکل کر ساری دنیا کا چکر کاٹیں اور اپنے اس مقصد کو کہ ہمارا ملک کیا ساری دنیا سارا جہان خدا کا ہے۔ اس سب جگہ خدا کا حکم ہی چھا جانا چاہیئے۔ یہ نہ ہو کہ پاکستان میں اور اس سے باہر جہاں جائیں یہ خداوندی احکام سے روگردانی کریں اور دیکھنے والے یہ سمجھیں کہ اسلام یہی ہے جو یہ پیش کر رہے ہیں جس کا نتیجہ یہ نکلے کہ لوگ ان اسلام کے نام لیواؤں کو دیکھ کر اسلام سے متنفر ہوں۔

بلاشبہ اس مقصد کے لئے جد وجہد سے کافی کام لینا پڑے گا اس راہ میں آزمائشیں بھی ہوں گی لیکن یہ ایک دوسرے کو صبر کی تلقین کا سہارا اور سنبھالا دیتے جائیں گے تو انشاء اللہ یہ ہر دیہ و قریہ میں کامیاب و بامراد نظر آئیں گے۔ یہ ہر روز اپنی منزل کے قریب پہنچتے جائیں گے ہر کمزور ساتھی سے کہتے چلے جائیں گے۔

"تیز ترک گامزن منزل ما دور نیست"

دوستو! ہمت سے کام لو چند قدم پر منزل رہ گئی اٹھو پہنچنے ہی والے ہیں اس راہ میں زبانی ہمدردی کام نہ دے گی۔ ہر ایک سے عملی ہمدردی کا ثبوت دیں گے۔

یقین عمل صالح، تواصی بالحق اور تواصی بالصبر ہی چار سنہری اصول ہیں جن سے جس قوم نے فائدہ اٹھایا وہ کبھی خائب و خاسر نہیں رہی اس کا ہر قدم آگے بڑھا اس نے پیچھے کبھی نہ دیکھا اس نے دشمن کی گولی بھی کھائی تو پشت پر نہیں بلکہ سینے میں کھائی اس نے دشمن سے بھاگنے کا کبھی نام نہ لیا۔ اس لئے کہ پاک مقصد میں مرنے ہی کو اس نے زندگی سمجھا۔

واقعی ــــ

"شہید کی جو موت ہے وہ قوم کی حیات ہے"

خطبہ جمعہ ۲۵ ربیع الاول ۱۳۸۳ھ ۱۶ اگست ۱۹۶۳ء

محض دُنیا کی طلب غیر مُسلموں کا شیوہ ہے

مُسلمان دُنیا اور آخرت دونوں کی کامیابی چاہتا ہے

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ؕ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ
وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ
اصْطَفٰی ؕ اَمَّا بَعْدُ!

فَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّقُوْلُ رَبَّنَآ
اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا وَمَا لَهٗ فِی الْاٰخِرَةِ
مِنْ خَلَاقٍ ؕ وَمِنْهُمْ مَّنْ یَّقُوْلُ رَبَّنَآ
اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ
حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ؕ اُولٰٓئِکَ لَهُمْ
نَصِیْبٌ مِّمَّا کَسَبُوْا ؕ وَاللّٰهُ سَرِیْعُ الْحِسَابِ ؕ

(البقرۃ ع ۲۵)

پھر بعض لوگ تو ایسے ہیں (جو صرف دنیا ہی کے دلدادہ ہوتے ہیں) اور جن کی صدائے حال یہ ہوتی ہے " اے رب ہمارے! جو کچھ دینا ہے دنیا ہی میں دے دے۔ پس آخرت کی زندگی میں ایسوں کے لئے کوئی حصہ نہیں ہوتا۔ اور بعض لوگ ایسے ہیں جو (دنیا اور آخرت دونوں کی کامیابی اور فلاح چاہتے ہیں وہ) کہتے ہیں " اے رب ہمارے! ہمیں دنیا میں بھی بھلائی دے اور آخرت میں بھی بھلائی دے اور ہمیں عذاب جہنم سے بچا لے " تو یقین کرو یہی وہ لوگ ہیں جنہیں ان کے عمل کے مطابق (دنیا اور آخرت کی) فلاح میں حصہ ملتا ہے اور اللہ (کا قانون) اعمال کے محاسبہ میں سُست رفتار نہیں ہے (وہ ہر انسان کو اس کے عمل کے مطابق فوراً نتیجہ دینے والا ہے)

حاصل (۱) اللہ سے مانگنے والے دو قسم کے لوگ ہیں۔ ایک وہ جو اللہ سے صرف دنیا طلب کرتے ہیں دوسرے وہ جو دنیا و آخرت دونوں کے طالب ہوتے ہیں اور اللہ کا خوف دل میں رکھتے ہیں۔

(۲) دنیا کے طالب آخرت کے اجر سے قطعی محروم رہیں گے۔

(۳) کامیاب و کامران فقط وہی ہیں جو دنیا و آخرت دونوں کے طلبگار ہیں اور اللہ کے غضب سے ڈرتے رہتے ہیں۔

محترم حضرات!

جہاں تک ایک انسان کے پیدا ہونے جوان ہونے، شادی کرنے، بال بچے دار ہونے، بوڑھا ہونے، کھانے پینے، گھریلو زندگی بسر کرنے، دنیا داری کے تعلقات بجا لانے اور بالآخر آغوش لحد میں چلے جانے کا تعلق ہے اس میں مسلم اور غیر مسلم سب یکساں ہیں۔ لیکن غیر مسلم اور مسلمان میں فرق یہ ہے کہ غیر مسلم کی نظر فقط اسی دنیا تک محدود رہتی ہے اور دنیا کی ہوس اُسے اس قدر مغلوب کر دیتی ہے کہ وہ اسے ہی اپنا انتہائی مقصد سمجھ بیٹھتا ہے۔ اس کے نزدیک سب سے بڑی کامیابی اور فتح یہی ہوتی ہے کہ زیادہ سے زیادہ مادی فائدے حاصل کرے، مال و زر کے ڈھیر لگا لے، دولت و ثروت اکھٹی کر لے، عالیشان کوٹھیاں اور عمارتیں تعمیر کرا لے موٹروں میں سفر کرے، حسین سے حسین تر عورتوں سے شادی رچائے، بچوں کی ضروریات بہم پہنچائے، قیمتی لباس پہنے، لذیذ غذائیں کھائے، ڈگریاں حاصل کرے۔ عزت وجاہ اور شان و شوکت کی زندگی بسر کرے غرضیکہ اس جستجو میں وہ اس قدر اندھا ہو جاتا ہے کہ عاقبت اور حسن انجام پر اُس کی نگاہ ہی نہیں پڑتی اور وہ اپنی خواہشات نفسانی کی تکمیل میں دن رات غرق رہ کر موت کی آغوش میں چلا جاتا ہے۔

بخلاف اس کے ایک مسلمان کی نظر محض دنیا پر نہیں بلکہ آخرت پر بھی ہوتی ہے اس لئے وہ آخرت سے منہ موڑ کر صرف دنیا نہیں چاہتا اور ایسے کام نہیں کرتا جن سے اُسے دنیا کا فائدہ تو مل جائے مگر آخرت کا ثواب جاتا رہے وہ اپنے معاملات، برتاؤ اور معاشرت میں حسن انجام کو ملحوظ رکھتا ہے۔ اُس کی شان یہ ہے کہ وہ دنیا میں نیک عمل کرنے کی توفیق مانگتا ہے، اپنی دعاؤں اور عبادتوں سے وہ نیک عملی، نیکو کاری کی استعداد اور طاقت طلب کرتا ہے اور آخرت میں اس نیک عملی اور نیکو کاری کا نیک پھل مانگتا ہے۔ وہ دنیا و آخرت دونوں کی فلاح و بہبود چاہتا ہے۔ دونوں کو ساتھ ساتھ لے کر چلتا ہے، دنیا میں اعلےٰ اخلاق اور عمدہ معاملات کرتا ہے۔ آخرت کے لئے توشہ بناتا ہے اور اللہ تعالےٰ سے دعا کرتا ہے کہ مجھے دوزخ کی آگ سے بچا جنت میں جگہ دے اور فلاح دارین عطا کر۔ اور درحقیقت بہترین انسان کی زندگی کا معیار یہی ہے۔ کہ وہ اپنی زندگی اور زندگی کے معاملات میں دنیا اور آخرت دونوں کو پیش نظر رکھے اور جہنم کے عذاب سے ہر گھڑی ڈرتا رہے۔

دنیا کے طلبگار

حضور علیہ السلام کا ارشادِ گرامی ہے:۔
اَلدُّنْیَا جِیْفَةٌ وَّطَالِبُهَا کِلَابٌ
دنیا مردار ہے اور اس کے طالب کتے ہیں۔

چنانچہ اکثر یہی دیکھا گیا ہے اور واقعات اس کے شاہد ہیں کہ دنیا طلبی اور حرص ولالچ کے مرض میں وہی لوگ مبتلا ہوتے ہیں جو اخلاق میں پست، معاملات میں کھوٹے، برتاؤ میں خود غرض، آخرت کے انکاری، حاسد، اور عارضی فائدوں کے دیوانے ہوں۔ ان کی نگاہ ہمیشہ قریبی نفع پر ہی رہتی ہے۔ یہ لوگ دیرپا نتائج کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ ہر کام میں وہ ایسی چیز کے متمنی رہتے ہیں۔ جس کا جلدی سے انہیں پھل مل جائے صبر اور تحمل کی طاقت ان میں نام کو نہیں ہوتی اور اللہ پر یقین رکھنے اور اسے ماننے کے باوجود وہ اس دوڑ دھوپ اور کوشش میں اس قدر مگن ہو جاتے ہیں کہ اگر عبادت کریں اللہ تعالےٰ سے دعا مانگیں یا اور کوئی نیک کام بھی کریں تو اس میں بھی ان کا مقصد صرف دنیاوی فائدے حاصل کرنا ہوتا ہے۔

وہ اللہ تعالےٰ کو صرف اس لئے پکارتے ہیں کہ وہ ان کے پاس روپے پیسے کے ڈھیر لگا دے۔ ان کی مادی ضروریات پوری کر دے

جہاد میں اس لئے حصہ لیتے ہیں کہ مالِ غنیمت ہاتھ آجائے، حج اس لئے کرتے ہیں کہ تجارتی فائدے سمیٹ لیں، نماز اور زکوٰۃ اس لئے ادا کرتے ہیں کہ لوگوں کا اعتماد حاصل کریں اور اس سے ناجائز فائدہ اٹھائیں —— ان لوگوں کے نزدیک جنت اور آخرت کی نعمتیں کوئی شے نہیں۔ وہ قیامت کو ایک بیکار عقیدہ سمجھتے ہیں۔ مرنے کے بعد یقینی زندگی ان کے خیال میں ایک انہونی سی بات ہے۔ مکافاتِ عمل کا عقیدہ وہ نہیں مانتے ان کے نزدیک زندگی صرف دنیا ہی کی ہے اور کامیابی صرف دنیاوی ہی ہے۔

آخرت پر ایمان

یاد رکھو! آخرت کا انکار کرنے والے اور مکافاتِ عمل کے عقیدہ میں شک لانے والے کھلی گمراہی میں مبتلا ہیں اور منافقانہ اور کافرانہ روش اختیار کئے ہوئے ہیں۔ دنیا ہماری مسلسل زندگی کا ایک مختصر سا حصہ ہے باقی اور ہمیشہ رہنے والی زندگی ہمیں موت کے بعد ہی نصیب ہوگی —— وہ ہمارے ان اعمال کا پھل ہوگی جو ہم اس دنیا میں کرتے ہیں۔ آخرت کی زندگی ابدی، قائم و دائم اور نہ ختم ہونے والی زندگی ہے اور اسی کی کامیابی اصل کامیابی ہے۔ ہر مسلمان اس عقیدہ پر ایمان رکھتا ہے اور یہ دین کے بنیادی عقائد میں سے ایک ہے۔ اس کا انکار کرنے والا مسلمان ہی نہیں ہوسکتا۔

مسلمان کا ایمان ہے کہ رحمت دوعالم جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے سچے اور آخری نبی ہیں اور وہ ان کے ارشادات کو خدائی احکام سمجھتا ہے۔ اُسے یقین ہے کہ معراج کی رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اُخروی حالات کا مشاہدہ کرایا گیا اور انہوں نے اس کی تفصیل بیان فرمائی اور یہی نہیں —— خود خداوند قدوس نے حضور علیہ السلام کے فرمان واجب الاذعان پر قرآن عزیز میں مہر تصدیق ثبت فرمائی اور ایمان بالغیب کو متقی ہونے کے لئے لازم ٹھہرایا۔

توشۂ آخرت

جس طرح اس دنیا میں آرام اور عزت کی زندگی گزارنے کے لئے مال و دولت اور سرمایہ کی ضرورت ہے اسی طرح آخرت میں عزت و آرام کی زندگی گزارنے کے لئے بھی ایمان اور اعمالِ صالحہ کے سرمایہ کی ضرورت ہے —— جس کے پاس یہ سرمایہ ہوگا۔ وہاں کامیاب اور سرخرو ہوگا اور جو اس سرمایہ سے خالی ہوگا۔ ذلت و خواری اور بے عزتی کی زندگی بسر کرے گا۔ دنیا کا کوئی سرمایہ وہاں کام نہ آئے گا۔ اور انسان کو کفِ افسوس ملنا پڑے گا۔

وَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ کِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ فَیَقُوْلُ یٰلَیْتَنِیْ لَمْ اُوْتَ كِتٰبِیَهْ ۰ وَلَمْ اَدْرِ مَا حِسَابِیَهْ ۰ یٰلَیْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِیَةَ ۰ مَاۤ اَغْنٰى عَنِّیْ مَالِیَهْ ۰ هَلَكَ عَنِّیْ سُلْطٰنِیَهْ ۰

جب دوزخیوں سے ہر ایک کا اعمالنامہ اس کے بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا وہ (افسوس سے) کہے گا۔ کاش! میرا یہ دنیا کا اعمالنامہ مجھے نہ ملتا۔ اور مجھے اپنے حساب کی خبر ہی نہ ہوتی۔ کاش اگلی موت میرا کام تمام کردیتی (تاکہ آج یہ آفت، شرمساری، رسوائی اور بے عزتی نصیب نہ ہوتی، (ہائے افسوس) میں نے دنیا کمائی اور وہ بھی کچھ کام نہ آئی۔ میری حکومت بھی خاک میں مل گئی

نیک اعمال

نیک عمل وہ ہے جو فقط رضائے الٰہی کے لئے کیا جائے۔ ورنہ بظاہر کتنی ہی نیکی ہو اور کوئی بھی نیکی ہو اگر رضائے الٰہی کی طلب سے خالی ہوگی ہرگز ہرگز قبول نہ ہوگی۔

نماز جیسی مہتم بالشان نیکی جو کفر واسلام میں امتیازی نشان ہے اگر وہ بھی رضائے الٰہی کے لئے نہ ہوگی اور اس میں ریا کی ملاوٹ ہوگی تو مردود ہوگی۔

فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ ۰ الَّذِیْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۰ الَّذِیْنَ هُمْ یُرَآءُوْنَ ۰ وَیَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ ۰

پس ان نمازیوں کے لئے ہلاکت ہے جو اپنی نماز سے غافل ہیں۔ وہ جو دکھلاوا کرتے ہیں اور روزمرہ کے استعمال کا سامان مانگے نہیں دیتے

حدیث شریف میں ہے۔

اِنَّ اَخْوَفَ مَا اَخَافُ عَلٰی اُمَّتِی الشِّرْكُ الْاَصْغَرُ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا الشِّرْكُ الْاَصْغَرُ قَالَ الرِّیَآءُ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے سب سے زیادہ خطرہ اپنی امت کے متعلق چھوٹے شرک کا ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کی "یارسول اللہ! وہ چھوٹا شرک کیا ہے؟ فرمایا "ریا" (دکھلاوا)

بہرحال عرض کرنا یہ مقصود ہے کہ اللہ اور رسول اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کے مطابق محض رضائے الٰہی کے لئے کسی کام کا کرنا عمل صالحہ یا نیک عمل ہے اور ایسے ہی اعمال توشۂ آخرت بنیں گے۔

موت اور انتقال

غیر مسلم کی زندگی اس خیال باطل میں صرف ہو جاتی ہے کہ موت زندگی کی آخری منزل ہے۔ حالانکہ یہ قطعی غلط ہے —— اصل زندگی تو شروع ہی موت کے بعد ہوتی ہے اسی لئے اسلام کی اصطلاح میں موت کو "انتقال" کہا جاتا ہے اور مسلم اپنی زندگی کو فانی خیال نہیں کرتا وہ سمجھتا ہے کہ اس زندگی کے بعد فقط نقل مکانی ہوگی اور اس کے بعد اگر نیک اعمال کئے ہوں گے تو قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ بن جائے گی اور اگر برے کام کئے ہوں گے تو دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا بن جائے گی۔

مسلمان کا نظام عمل

چنانچہ اے میرے مسلمان بھائی! تیری دونوں دنیوی اور اُخروی زندگیوں کے لئے نظام العمل قرآن کریم ہے اور تیرے لئے بہترین نمونہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ط

پس تو اپنے زندگی کے لمحات قرآن و سنت کے مطابق گزار۔

دنیا میں عزت پانے اور کامیابی حاصل کرنے کے لئے ہر جائز طریق پر عمل کرکے سرمایہ دولت اکٹھا کر، تجارت کر، حکمت کر، ملازمت کر یا جو چاہے کر مگر آخرت میں عزت پانے اور کامیابی حاصل کرنے کے لئے سرمایۂ اعتقادات میں اپنے اندر ایسی توحید کا رنگ پیدا کر کہ جس میں ذرہ بھر شرک نظر نہ آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری رسول مان، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور اعمال صالحہ بجالا اور خلق اللہ میں سے کسی کی حق تلفی نہ کر، تاکہ تیری نجات ہو۔ اور اس طرح دنیا و آخرت دونوں کی کامیابی تجھے حاصل ہو

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ ——

آفتاب ہدایت کا طلوع

چوہدری افضل حق رحمۃ اللہ علیہ

محمد صلی اللہ علیہ وسلم

دعائے خلیل اور نوید مسیحا کا ظہور

وجدان نے چودہ سو سال کی اُلٹی زقند لگا کر پہلے زمانے کے واقعات کو تخیل کی نظر سے دیکھا دنیا بد اعمالیوں سے ظلمت کدہ بنی ہوئی تھی۔ کفر کی کالی گھٹا ہر طرف تلی کھڑی تھی عصیاں کی بجلیاں آسمان پر کوندتی تھیں۔ نیکی نفس کی طغیانیوں میں گھری ہوئی تھر تھر کانپ رہی تھی۔ وہ راہ سے بھٹکی ہوئی آس اور یاس کی حالت میں ادھر اُدھر دیکھ رہی تھی۔ کہ کہیں روشنی کی کرن پھوٹے اور اسے سلامتی کی راہ مل جائے وہ کفر کے اندھیرے میں ڈرتے ڈرتے قدم اٹھا رہی تھی دیکھو وہ چند قدم چل کر رُک گئی۔ سر راہ دوزانو ہو کر عالم یاس میں سینے پر ہاتھ باندھے گردن جھکائے مصروف دعا ہو گئی۔ اور نہایت عجز و الحاح سے بولی۔

اے نور و ظلمت کے پروردگار! میں غریب اس پر ہول اندھیرے میں کب تک بھٹکتی پھروں۔ اے آقا! اپنے کرم سے اس نور کا ظہور کر، جو ظلمت کدۂ دہر کو منور کر دے۔ وہ نور پیدا کر جو بے بصر کو طاقت دیدار بخشے۔ اس نے آمین آمین کہہ کر سر جھکایا۔ یک بیک اس کے دل میں خوشی کی لہر اٹھی اور اس کے رخسار، نو شگفتہ گلاب کی پنکھڑیوں کی طرح شاداب نظر آنے لگے۔ کیونکہ اُسے قبولیت دعا کا القا ہو رہا تھا۔ پھر اس نے آہستہ آہستہ اپنی ستاروں سے زیادہ روشن آنکھیں اٹھائیں۔ کفر کی گھٹائیں چھٹ رہی تھیں۔ افقِ مشرق پر محبت کی کہانی سے زیادہ دلکش پو پھوٹ رہی تھی۔ آفتاب ہدایت کے طلوع کی تیاریاں ہو رہی تھیں

۲۰ر اپریل ۵۷۱ھ مطابق ۹ر ربیع الاول دوشنبہ کی مبارک صبح کو قدسی آسمان پر جگہ جگہ سرگوشیوں میں مصروف تھے کہ آج دعائے خلیل اور نوید مسیحا مجسم بن کر دنیا میں ظاہر ہو گی۔ حوریں جنت میں تزئین حسن کئے بیٹھی تھیں، کہ آج صبح کائنات کا غازہ نمودار ہو گا۔ جس کے عالم وجود میں آتے ہی شرک اور کفر کی ظلمت کافور ہو جائے گی۔ لوگ اپنے پروردگار کو پہچاننے لگیں گے۔ نسل و خون کے امتیاز کی لعنت مٹ جائے گی۔ غلام اور آقا ایک ہو جائیں گے۔ شبنم نے عالم ملکوت کی ان باتوں کو سُنا اور یہ پیام مسرت کرۂ ارض کے کانوں تک پہنچا دیا۔ وہ خوشی سے کھل گئے۔ کلیاں مسکرانے لگیں۔ دن کے دس بجے بی بی آمنہ کے بطن سے وہ لعلِ جہاں تاب پیدا ہوا۔ جس کے لئے قعرِ مذلت میں گری ہوئی انسانیت کو اٹھانا، غریب اور غلام کو بڑھانا، عورت کو مرد کے برابر کر دکھانا ازل سے مقرر ہو چکا تھا۔

وہ نو مولود زچہ خانہ میں مسکرایا، اس کائنات کا تو ذکر ہی کیا ہے فضائے ملکوت میں بھی مسرت کی لہر دوڑ گئی۔ کیونکہ دنیا کو سچی خوشی کا سبق اسی سے ملنے والا تھا۔ کفر سجدہ میں گر گیا۔ ادیانِ باطلہ کی نبضیں چھوٹ گئیں۔ عبداللہ کا بیٹا، آمنہ کا جایا، دنیا میں کیا آیا، دین و دنیا میں مستقل ترقی کے دروازے کھل گئے۔ کائنات کی خوابیدہ قوتیں بیدار ہو کر مصروفِ عمل ہو گئیں۔ انسانیت کی تعمیر، اخوت و مساوات کی خوشگوار بنیادوں پر شروع ہو گئی۔ متلاشیانِ حق کو ایسا عرفانِ الٰہی عطا ہوا کہ ماسوائے اللہ کا خوف خود بخود دل سے جاتا رہا۔

عبدالمطلب کو جب معلوم ہوا کہ عمل و اخلاق کی حدِ کمال نے انسانی پیکر اختیار کر لیا تو دل نے دعاؤں کی پرورش کی، اس خیال سے کہ یہ مولود انسانی کا ممدوح ہو۔ اس کا نام محمدؐ رکھا انسانیت کے اس کمال کا عالم وجود میں آنا انسانوں کے لئے کس قدر باعث برکت ہوا اس کا حال دنیا میں پھیلی ہوئی روشنیٔ علم اور ترقی تہذیب سے پوچھو۔ مسلمان اس دن کو یاد کر کے جتنا مسرور ہو کم ہے۔ کیونکہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم نے دنیا کو مسرتوں سے بھر دیا۔ لیکن مسلمانوں نے اس خوشگوار یاد کو دل میں تازہ رکھنے کے لئے کیا کیا۔؟ مولود پڑھا۔ نعتیں سن کر رات آنکھوں میں کاٹی۔ جب عین نماز فجر کا وقت ہوا تو سو گئے

برصغیر پاکستان اور ہندوستان میں میلاد کی محفلوں پر اربوں روپے صرف ہو گئے۔ مگر مسلمانوں کے پاس اپنی اور انسانیت کی تعمیر کے لئے پائی تک نہیں۔ کاش مسلمان اس دن اپنے چندوں سے تربیتِ اطفال کے مرکز قائم کریں۔ تاکہ اولوالعزم بچے پیدا ہوں۔ جو تعلیم اسلام کو عام کریں اور دنیا سے اپنا لوہا منوائیں دنیا کے سب سے بڑے محسن کی یاد تعمیری کام سے منانی چاہیئے۔ صرف نعتیں پڑھ دینے سے حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشن کو تقویت نہیں پہنچ سکتی۔ باتوں سے نہیں عمل سے اسلام کا بول بالا کرو۔ مخلوق کی خدمت کے لئے مواقع تلاش کرو۔

تربیت

بچے کی صحت کی حفاظت ماں باپ کا مقدس فرض ہے۔ توانا جسم تندرست روح کا مسکن ہوتا ہے۔ جب جسم توانا اور روح تندرست ہو تو ارادہ دنیا کو مسخر کرنے کا نکلتا ہے۔ ورنہ عزم چند قدم چل کر مٹی کے ڈھیر پر بیٹھ جاتا ہے اور تیز رو مسافروں کو حسرت کی نظر سے دیکھتا ہے۔ اہل عجم پر عربوں کی فتح کا ایک اہم سبب ان کی قوت برداشت ہے۔ جنگجو عرب کی قوت کا انحصار تربیت اطفال پر تھا ملک کا دستور تھا کہ قصبات کی بیبیاں بچہ پیدا ہوتے ہی دیہات میں اس کی پرورش کا انتظام کرتی تھیں۔ تاکہ کھلی ہوا اور آزاد فضا میں جسم کی مناسب نشو و نما ہو سکے اور ان میں مردانگی کے جوہر پیدا ہوں اور وہ جوان ہو کر دشمن کے سامنے سر نہ جھکائیں۔

آپ کی والدہ آمنہ نے پیدائش کے دو تین روز بعد دودھ پلانے کے لئے آپ کو ابولہب کی لونڈی ثوبیہ کے سپرد کر دیا۔ کچھ دنوں کے بعد حسب دستور قبیلہ ہوازن کی عورتیں شہر میں آئیں۔ تاکہ کوئی بچہ اُجرت پر دودھ پلانے کو مل جائے ان عورتوں میں سے مائی حلیمہ بی بی آمنہ کے گھر آئیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یتیم جان کر سوچ میں پڑ گئیں تقدیر نے کہا۔ حلیمہ! گدڑی کو نہ دیکھ لعل کو دیکھ! دین و دنیا کی دولت کو چھوڑ کر خالی ہاتھ نہ جا۔ اس کے نام سے تیرا نام رہے گا اس کی دایہ بن اور دنیا میں عزت حاصل کر۔

بی بی آمنہ نے اپنے لخت جگر کو جب مائی حلیمہ کے سپرد کیا ہو گا، بیٹے کی جدائی کے تصور نے قلب میں قلق کے کتنے طوفان اٹھائے ہوں گے۔ مگر آزاد قوم کی بہادر عورتیں بچوں کی جدائی برداشت نہ کریں تو اپنی نسل میں غلامی اور ادبار کا ورثہ چھوڑ جائیں۔ جو مائیں غم کے آنسو بہا کر بچوں کی تربیت گاہوں اور جنگ و پیکار کے میدانوں میں جانے سے روکتی ہیں۔ انہیں قدرت فرزندوں کی کامیاب واپسی پر خوشی کے آنسو بہانے کا موقع نہیں دیتی۔ دائی حلیمہ بچے کو لے چلی بی بی آمنہ نے نور نظر

کے صحت وسلامتی سے واپس لوٹنے کی دعائیں مانگیں - خدا کی برکتیں قریش کے گھر سے نکل کر ہوازن کے قبیلہ میں داخل ہوگئیں۔

جو موتی ریت کی تہ میں پائے جاتے ہیں - دُرِ شہسوار بنتے ہیں - مٹی اور پتھروں میں رُلنے والے ہیرے کوہ نور کہلاتے ہیں - غریب بچوں کے لئے قدرت کی پسلیاں ہیں - محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) حلیمہ کی گود سے مچل کر زمین پر بیٹھنے کی سعی کرتے ہیں۔ حلیمہ! انہیں سخت زمین پر کھیلنے اور اُٹھ اٹھ کر گرنے سے نہ روک - ان کے ارادے میں سختی پیدا ہوتے دے تاکہ ان کی عزیمت کے سامنے لوہا پانی اور پتھر موم ہو جائے انہیں زمین پر کھیلنے دے - قالینوں پر لوٹنے والے بچے ارادے کے کمزور ہوتے ہیں -

دیکھو سعید فطرت بچہ قدرت کے مکتب میں تعلیم پا رہا ہے - اب پانچ برس کی عمر ہے - رضاعی بہن شیما کے ساتھ بھولی بھٹکی بھیڑ بکریوں کے پیچھے پھرتا ہے اور انہیں گلہ میں واپس لانے میں مدد دیتا ہے جب کسی بھیڑ بکری کو گھیر کر واپس لاتا ہے تو اسے دنیا مسرت سے بھری ہوئی معلوم ہوتی ہے -

کھلی ہوا اور بکریوں کے پیچھے دوڑ دھوپ نے بچے کے ہاتھ پاؤں مضبوط کر دیئے ہیں جب چھ برس کے بعد بچہ گھر لوٹا - تو ماں نازک بچے کو مضبوط پاکر باغ باغ ہوگئی کیونکہ مضبوط بازو ہی تو بچے کی آئندہ کامرانیوں کے عنوان ہیں -

پاکباز بیوہ خوشی کے زمانے میں کیوں زیادہ روتی ہے؟ ظاہر کی آنکھ جہاں خوشی کے نظاروں میں محو ہوئی فوراً ہی سرتاج کی یاد تازہ ہوگئی - جس کے خاک میں منہ چھپانے کے بعد سینہ آرزوؤں کا مرکز بن جاتا ہے - بی بی آمنہ کے دل میں فرزند نے خاوند کی یاد تازہ کردی - بیوہ کے سوا کون جانتا ہے کہ خاوند کے مرقد میں کتنی کشش ہوتی ہے - شوہر کی موت کے بعد بیوہ کے لئے دنیا میں اس سے زیادہ خوشی اور اطمینان کی بات کیا ہے کہ وہ اس کی چھوڑی ہوئی نشانی کو ساتھ لے کر خاوند کی قبر کے سرہانے کھڑی ہو - اور آنسوؤں کے موتی نذر کرے -

والدہ کی وفات

آمنہ چھ برس کے دُرِ یتیم بیٹے کو ہمراہ لے کر خاوند کی قبر کی زیارت کو گئیں مہینہ سے زائد مدینہ میں اپنے ننہال رہیں - کسی سیرت نگار نے ذکر نہیں کیا کہ کتنی دفعہ اپنے گوشہ جگر کو ساتھ لے کر آمنہ آنسوؤں کا انمول تحفہ نذر چڑھانے مرقدِ محبوب پر حاضر ہوئیں اور کتنی دیر دل کے لوٹے ہوئے آبگینوں کو مرقد کی مٹی میں رلاتی رہیں - ہاں صرف اتنا بتایا ہے کہ عمر میں جوان، غم میں بوڑھی بیوہ واپسی پر مقام ابوا میں انتقال کر گئیں -

آمنہ کی لونڈی ام ایمن اپنے یتیم آقا اور دو جہان کے سردار کو لے کر مکہ پہنچیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے دادا کے سایۂ عاطفت میں پرورش پانے لگے دو سال کے بعد آپ کے دادا عبدالمطلب بیاسی برس کی عمر میں اس ملک فانی سے جہانِ جاودانی کو سدھار گئے - آنحضرت ؐ فرطِ محبت سے غم کے آنسو روئے باپ کے بعد ماں، ماں کے بعد اب دادا بھی وہاں جا رہے ہیں - جہاں سے لوٹ کر کوئی نہیں آیا - ان چھوڑ کر جانے والوں کے لئے آنسو بہانے کے سوا انسان کے بس میں اور ہے بھی کیا؟ اس جہان سے جانے والو! تمہارے لئے رونا بھی فضول ہے اور بن رُوئے رہنا بھی ناممکن

عبدالمطلب نے مرتے وقت اس گنج گراں مایہ کو اپنے بیٹے ابو طالب کے سپُرد کیا - ابو طالب نے تا عمر اُسے جان سے لگائے رکھا - اور اپنی عمر کے تجربے اور تدبیریں اس کی حفاظت کے لئے وقف کر دیں - ایسا کیوں نہ ہوتا - ابو طالب جناب عبداللہ کے ماں جائے بھائی تھے - جواں مرگ بھائی کی موت کا صدمہ بھتیجے کو دیکھ کر دور ہو جاتا تھا -

ابو طالب کثیر الاولاد اور قلیل المال تھے اس لئے آنحضرت کو بکریاں چرانے پر لگا دیا یہ پیشہ اکثر نیک لوگوں کے لئے باعث برکت ثابت ہوا ہے - یہ دین و دنیا کی نقشمندی کی تمہید ہے - گلہ بانی جہاں بانی کا دیباچہ اس لئے ہے کہ جہاں جہاں بانی کے لئے قویٰ مضبوط ہوتے ہیں - وہاں مویشی کی محبت میں جان لڑا دینے کا جذبہ پختہ ہو کر انسان کی بے پایاں محبت کے احساس میں تبدیل ہو جاتا ہے - نبوت کا حقدار اور نیکی کا حامل وہی ہے - جو مخلوق کی محبت میں سرشار ہو کر ان تمام عناصر کو فنا کرنے کی اہلیت رکھتا ہو - جو اس کی ترقی اور خوشی میں حائل ہیں - اس کے جسم اور روح کی بالیدگی قوموں کی رہنمائی کی ذمہ داری اٹھا سکے - جسم اور روح کی ترقیوں کی حدِ کمال کا نام ہی پیغمبری ہے (محبوبِ خدا)



محمد مخزنِ جود و سخا ہیں
محمد ﷺ معدنِ لطف و عطا ہیں
خدا کے بعد رتبہ آپ کا ہے
شہِ دیں ہیں شہِ ہر دو سرا ہیں
سراپا نور ہے ذاتِ مقدس
بشر ہیں اور محبوبِ خدا ہیں
وہی ہیں قاسمِ فیضِ الٰہی
گنہگاروں کو مژدہ جاں فزا ہیں
بشارت جن کی عیسیٰ دے گئے تھے
وہ احمد ہیں محمد مصطفےٰ ہیں
وہی خاتم وہی اصلِ نبوت
نبوت کا وہ اصلِ مدعا ہیں
وہی ہیں سیدِ کونین برحق
وہ اُمّی ہیں امام الانبیاء ہیں
شفیع عاصیاں وہ رحمتِ کل
گنہگاروں کا عارف آسرا ہیں

حسن ابدال میں سیرت النبی ﷺ پر جلسہ

حسن ابدال ڈاک سے تنظیم اہل سنت والجماعت کے زیر اہتمام مورخہ ۲۷ اگست بروز منگل بعد از نماز عشاء مسجد محلہ اندرون میں سیرت النبی ؐ کے موضوع پر مجاہد ملت پیکر حریت مولانا محمد علی صاحب جالندھری بصیرت افروز خطاب فرمائیں گے ——— (ادارہ)

شراب نوشی اور اسلام

(۴)

حضرت مولانا محمد یوسف صاحب مفتی دارالافتاء دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک لاہور

شراب نوشی بت پرستی کے مشابہ ہے

عن ابن عباس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال مدمن الخمر ان مات لقی اللہ کعابد وثن (ابوداؤد-بیہقی)

ابن عباس رضؓ کہتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا ہے جو شخص ہمیشہ شراب پینے والا ہو۔ اگر وہ مر جائے۔ تو وہ خدا کے سامنے ایک بت پرست آدمی کی حیثیت میں پیش ہوگا"۔

حدیث ۲ عن ابی موسیٰؓ انہ کان یقول ما ابالی شربت الخمر او عبدت ھذہ الساریۃ من دون اللہ۔ (نسائیؒ)

ابو موسیٰؓ اشعری کہتے ہیں کہ میرے نزدیک یہ دونوں باتیں یکساں ہیں کہ میں شراب پیوں یا خدا کے سوا اس ستون یعنی درخت کی پرستش کروں"۔

ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ نبی کریمؐ نے اس دسترخوان پر بھی کھانا کھا لینے سے منع فرمایا ہے جس پر شراب پی جاتی ہو۔ یہ بھی حضورؐ سے ثابت ہے کہ آپؐ نے ابتدا میں ان برتنوں تک کے استعمال کو حرام قرار دیا تھا۔ جس میں پہلے شراب بنائی اور پی جا رہی تھی۔ لعد میں جب شراب کی حرمت کا حکم پوری طرح نافذ ہو گیا اور شراب کی حرمت دلوں میں راسخ ہو گئی تب آپؐ نے برتنوں کے استعمال کی اجازت دے دی۔

الخمر (شراب)

"خمر" کا لفظ اگرچہ عرب کی اصطلاح میں حقیقتاً انگوری شراب کے لئے استعمال ہوتا تھا۔ مگر مجازاً گیہوں۔ جو، کشمش، کھجور اور شہد وغیرہ کی شرابوں کے لئے بھی یہ لفظ بولتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حرمت کے اس حکم میں ہر قسم کی شرابوں اور ان سب چیزوں کو شامل فرمایا ہے۔ جو نشہ پیدا کرنے والی ہوں۔ چنانچہ احادیث میں حضورؐ کے یہ واضح ارشادات ہمیں ملتے ہیں کہ:-

کل مسکر خمر و کل مسکر حرام

ترجمہ: "ہر نشہ آور چیز خمر ہے اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے"

کل شراب اسکر فھو حرام "ہر وہ مشروب جو نشہ پیدا کرے وہ حرام ہے"

وانا انھی عن کل مسکر۔ "میں ہر نشہ آور چیز سے منع کرتا ہوں" یہ بھی حضورؐ نے فرمایا ہے ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام "جس چیز کی کثیر مقدار نشہ پیدا کرے اس کی تھوڑی مقدار بھی حرام ہے"۔ حضورؐ کے ان ارشادات پر اگر آپ غور فرمائیں گے۔ تو نہایت آسانی سے آپ کو یہ معلوم ہو جائے گا۔ کہ دینی نقطۂ نگاہ سے ایک مومن کے لئے شراب نوشی کا انجام کس قدر خطرناک ہے۔ اور اس سے ایک مومن اپنے لئے کس درجے کی تباہی کا سامان کر رہا ہے (اعاذنا اللہ منھا بفضلہ و کرمہ)

تمدنی اور معاشرتی زندگی پر شراب کا اثر

اوپر کے مباحث میں جو کچھ عرض کر دیا گیا۔ اس کا تعلق دینی زندگی سے تھا۔ اور مقصد یہ بتلانا تھا۔ کہ شراب نوشی سے ایک مومن کی دینی زندگی پر کیا کیا اثرات پڑ سکتے ہیں۔ اور عاقبت کے لئے یہ کس قدر تباہ کن چیز ہے۔ اس کے بعد مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ تمدنی اور معاشرتی زندگی کو شراب نوشی سے جو نقصانات پہنچ سکتے ہیں۔ ان میں سے چند کی نشاندہی کی جائے۔ تاکہ جن لوگوں کی نظریں اسی "الحیوۃ الدنیا" کے گرد گھوم رہی ہیں اور دنیوی زندگی کے علاوہ دوسری کوئی زندگی ان کے نزدیک قدر و قیمت کی حامل ہے ہی نہیں۔ ان کے لئے بھی سامان عبرت مہیا ہو سکے۔

انسانی فطرت اور اس کی ایک عام عادت

یہ چیز انسانی فطرت میں ودیعت رکھی گئی ہے کہ جب کسی چیز کے ساتھ اس کی الفت اور محبت پیدا ہو جاتی ہے۔ تو پھر اُسے چھوڑنے کے لئے کبھی بخوشی تیار نہیں ہوتی بلکہ چھوڑنا اس پر حد درجہ شاق گزرتا ہے اس طرح وقت گزرنے پر یہ مالوفات عادات بن کر فطری اشیاء کا مقام حاصل کر لیتے ہیں

اس وجہ سے کہا گیا ہے کہ:- العادۃ جبلۃ ثانیہ۔ "عادت بھی دوسرے درجہ میں فطرت ہے" اور فطری اشیاء میں تبدیلی ممکن نہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:-

اذا سمعتم بجبل زال عن مکانہ فصدقوہ واذا سمعتم برجل تغیر خلقہ فلا تصدقوہ فطرۃ التی فطر الناس علیھا لا تبدیل لخلق اللہ۔

کسی پہاڑ کے متعلق اگر آپ یہ سن لیں۔ کہ وہ اپنی جگہ سے ہٹ گیا ہے۔ تو اس پر آپ یقین کر سکتے ہیں۔ لیکن کسی آدمی کے متعلق اگر تم نے سنا کہ اس کی فطری خصلت تبدیل ہو چکی ہے۔ تو اس پر تم یقین اس لئے مت کرو۔ کہ جن فطری خصلتوں پر خدا نے انسان کو پیدا کیا ہے۔ ان میں تبدیلی ممکن نہیں ہے"

اس عام فطری قاعدے کے تحت جب شراب نوشی سے انسان الفت اختیار کرتا ہے تو پھر اس کے چھوڑنے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ بلکہ ایک ساعت کی لذت کے لئے وہ ہر قسم کی آفت کو خندہ پیشانی سے خوش آمدید کہنے کے لئے تیار رہتا ہے۔ اس کو نہ کسی محتسب کا خیال رہتا ہے اور نہ کسی قانون کی زد میں آجانے سے وہ گھبراتا ہے۔ نہ کسی جانی یا مالی تباہی کی فکر کرتا ہے اور نہ رسوائے جہان ہونے سے اس کو ڈر لگتا ہے۔ اب آپ ہی بتائیں کہ ایسے چند افراد۔ جب کسی معاشرے میں گھس جائیں تو تمدن اور معاشرے میں کیا کیا مفاسد رونما نہ ہوں گے؟۔ کیا اُن کے ہاتھوں عزتیں تباہ نہ ہوں گی؟ عصمتیں نہیں لوٹی جائیں گی؟ روز روز اس معاشرے میں لرزہ خیز واقعات ظہور پذیر نہ ہوں گے؟ بالفرض کوئی اپنی عزت اور آبرو بچانے کے لئے ان شرپسند عناصر کا ہاتھ پکڑے۔ تو موت کے گھاٹ نہیں اتارا جائے گا؟ لوگوں کی جان و مال کی حفاظت خطرے میں نہیں پڑ جائیں گی؟ سکر اور نشہ کی حالت میں یہ قوی اندیشہ نہیں رہتا کہ معمولی سی باتوں پر باہمی تکرار کی وجہ سے نوبت قتل و قتال تک پہنچے؟ اور اگر ان تمام باتوں کا جواب اثبات میں ہو اور یقیناً اثبات میں ہے، تو بغیر اس کے اور کیا کہا جائے گا کہ ایسے لوگ شراب نوشی کے عمل میں مصروف رہ کر پورے تمدن اور معاشرے کو زہر آلود بنا رہے ہیں۔ اور اجتماعی زندگی میں پورے

معاشرے کے لئے زہر قاتل کی حیثیت رکھتے ہیں ؟ — یہ جو کچھ عرض کر دیا گیا۔ محض خیالات اور توہمات پر مبنی نہیں، بلکہ نفس الامری حقائق ہیں۔ جن کو زندگی کے واقعات سے گہرا تعلق ہے۔ شرابیوں کے ہاتھوں کئی ایسے واقعات رونما ہو چکے ہیں جن کو سنکر اور پڑھ کر دل کانپ اٹھتا ہے اور بدن پر رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں — مثال کے طور پر ذیل میں مصر کے ایک شرابی کا واقعہ ذکر کیا جاتا ہے۔ جو خود اس شرابی اور اس کے اہل وعیال کے لئے ناگہانی آفت اور بلائے عظیم کی شکل میں ظاہر ہوا۔ اور چند ہی منٹوں میں اس نے اپنے ہی ہاتھوں تمام اہل وعیال کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ وہ واقعہ یہ ہے۔

مصر میں ایک شرابی کا لرزہ خیز واقعہ

مشہور مصری اخبار "الاھرام" نے اپنی ۹ رشوال ۱۳۷۹ھ کی اشاعت میں ایک زمیندار شرابی کا ایک واقعہ ذکر کیا ہے۔ جو انتہائی المناک اور لرزہ خیز واقعہ ہے۔ اخبار مذکور نے اس کے لئے درج ذیل عنوان کا انتخاب کیا ہے —

مزارع یذبح اطفاله ويعلق جثثهم على الباب وينادي اهالى البلد ليشاهدوا مصرعهم —

"یعنی ایک زمیندار شرابی کا واقعہ جو اپنے بچوں کو خود ذبح کر کے ان کی لاشیں مکان کے دروازے پر لٹکا کر گاؤں کے باشندوں کو اس غرض کے لئے بلا رہا ہے کہ ان بچوں کی قتل گاہ دیکھیں —"

اس عنوان میں جس واقعہ کی طرف اجمالاً اشارہ کیا گیا ہے۔ اور جو بعد میں تفصیلاً بیان کیا گیا ہے۔ وہ ایک ایسا دردناک واقعہ ہے جو کم از کم کسی ایسے آدم زادے سے تو سرزد نہیں ہو سکتا جو اپنے سینہ میں انسانی دل رکھتا ہو اور اس میں خدا کی جاندار مخلوق پر تھوڑا سا بھی رحم اور شفقت پائی جاتی ہو۔ بلکہ سچی بات تو یہ ہے کہ اس قسم کی وحشیانہ حرکت ایسے ظالمانہ واقعات آج تک جنگلی حیوانات اور درندوں میں بھی نہیں پائے گئے ہیں۔ کیونکہ قدرت نے ان کے دلوں میں بھی اپنے بچوں کے ساتھ بے پناہ محبت اور بے اندازہ شفقت ڈال رکھی ہے اور جب بھی دوسرے درندے ان کی اولاد اور بچوں پر حملہ آور ہوتے ہیں تو اولاد کی حفاظت اور بچوں کے بچاؤ کے لئے وہ جان کی بازی لگا کر انہیں بچا لیتے ہیں حتیٰ کہ اگر انہیں اس راہ میں جان دینے کی بھی نوبت پیش آ جائے تو بخوشی جان دے دیتے ہیں۔ مگر بچوں کو ہلاک نہیں ہونے دیتے "چہ جائیکہ خود ان پر حملہ آور ہوں — ذیل میں وہ واقعہ ذکر کیا جاتا ہے جو اخبار مذکور نے اس عنوان کے تحت بالتفصیل بیان کیا ہے تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ ایک مومن کے لئے معاشرتی اور عائلی نقطہ نگاہ سے شراب نوشی کس قدر مہلک اور تباہ کن حرکت ہے اور اس سے کیا کیا تباہ کاریاں پیش آ سکتی ہیں۔

ان الزارع محمد الصبحی عاد يوماً الى منزله فى حالة السكر الشديد و كانت رائحة الحشيش تفوح فى فمه مع رائحة الخمر۔ فعاتبته زوجته وهى ترضع طفلها الصغير فثار الزوج واستل سكينا واخذ يطعن بها فاستغاثت ثم سقطت على الارض فاقدة النطق وحينئذ اغلق الزوج باب منزله ليرتكب اشنع جريمة يرتكبها انسان لقد سولت له نفسه ان ينتقم من زوجته فى شخص اطفالها واطفاله فحمل ابنه "طرزان" وعمره ثمانى سنوات داخل حجرة وذبحه بالسكين ولم تنقذه من الموت دعوعه ونضرعاته لقد حال هذا الوالد الى وحش وتحول قلبه الى قطعة من الصخر ثم فتح باب الحجرة ليستقبل جريمة ثانية۔ لقد استدرج الوالد القاتل ضحيته الثانية ابنته "تريزه" وعمرها ستة سنوات الى الحجرة التى اختارها لارتكاب جرائمه والى جانب جثة "طرزان" القى الصلفة "تريزه" ثم انحنى عليها وفصل راسها من جسدها ورمى السكين وحمل الجثتين ليعلقهما على الباب واخذ يصيح تعالوا فسرعان ما تجمع اهل البلدة ليشاهدوا اشنع منظر يمكن ان تقع عليه عينا انسان انتهى ـ مجلة الازهر المحرم تحت عنوان "الخمر واخوانها رجس من عمل الشيطان"

("الخمر واخوانها رجس من عمل الشيطان") ایک دن محمد صبحی نامی زمیندار شخص شدید سکر اور نشہ کی حالت میں گھر آیا اور حشیش وشراب کی بدبو اس کے منہ سے پھیل رہی تھی۔ بیوی نے اس کو اس فعل پر ملامت کر کے سرزنش کر دی۔ درآنحالیکہ بیوی اپنے چھوٹے بچہ کو دودھ پلا رہی تھی شوہر نے اس پر غصہ ہو کر اپنے پاس سے چھری نکال کر بیوی کو مارنا شروع کیا جس سے بیوی بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑی۔

شوہر نے دوسرے جرم کے ارادے سے مکان کا دروازہ بند کر دیا۔ اور نفس نے اس کو مزید اس بات پر آمادہ کر دیا۔ کہ سارے بچوں کو مار ڈال کر بیوی سے جی بھر کر انتقام لیا جائے۔ چنانچہ وہ اپنے آٹھ سالہ بچے "طرزان" کو اٹھا کر کمرے میں لے گیا۔ اور وہاں اُسے چھری سے ذبح کر دیا۔ بچہ زار و قطار روتا رہا۔ اور آہ و فریاد کرتا رہا۔ مگر سنگدل باپ کے دل پر بچہ کی چیخ پکار اور فریاد نے کچھ بھی اثر نہ کیا اور موت سے اسے جان بخشی نصیب نہ ہوئی۔ کیونکہ وہ ایک باپ نہیں رہا تھا۔ بلکہ ایک درندہ بن گیا تھا۔ اور اس کا دل پتھر سے بھی زیادہ سخت ہوا تھا۔ پھر اس ارادے سے کہ مزید خون خرابہ کرے قاتل باپ نے کمرے کا دروازہ کھولا اور اپنی دوسری چھ سالہ بیٹی "تریزہ" کو اس کمرے میں لے گیا۔ جس کو اس نے اپنے جرائم کے لئے منتخب کیا تھا۔ اور اُسے بھی "طرزان" کے پہلو میں ڈال کر ذبح کر ڈالا، اور بدن سے اس کا سر کاٹ کر الگ کر دیا۔ اس کے بعد چھری پھینک کر دونوں دونوں بچوں کی لاشیں اٹھا کر مکان کے دروازے پر لٹکا دیں اور گاؤں کے لوگوں کو چیخ چیخ کر بلانا شروع کیا کہ "آؤ تاکہ یہ نظارہ بھی تو دیکھیں چنانچہ لوگ دوڑ دوڑ کر آگئے اور وہ کریہہ منظر دیکھ گئے جو آج تک شاید کہ کسی انسان کی آنکھوں نے دیکھا ہو"

یہ واقعہ محرم کے مجلۃ الازھر میں اس عنوان کے تحت ذکر کیا گیا ہے کہ:

یہ ہیں شراب نوشی کی وہ تباہ کاریاں جو تمدنی اور عائلی زندگی میں اس سے پیدا ہو سکتی ہیں۔ کیا اس قسم کے واقعات انسانی دل کو ہلا نہیں دیتے ؟ اور ان کے سننے سے دل کانپ نہیں اٹھتے ؟ اور بدن پر رونگٹے کھڑے نہیں ہوتے پھر اس قسم کے دل ہلانے والے واقعات کی روشنی میں قرآن کریم کے اس اعلان میں کیا شبہ ہو سکتا ہے۔ کہ

انما الخمر والميسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشيطان فاجتنبوه لعلكم تفلحون ؟ باقی باقی

رسول اللہؐ سے محبت کا دعویٰ اور پھر مستقل نافرمانی

یہ محبت نہیں انکار ہے

غلام قادر خاں روہیلا

تاریخ ہند کا ایک بھیانک کردار

راگ رنگ کا انجام

نشۂ اقتدار میں سرمست حکمران جب چنگ و رباب اور عیش پرستی کا شکار ہو کر قوائے عملیہ سے محروم ہو جاتے ہیں تو ان سے انتقام لینے کے لئے قدرت ان کے سروں پر غلام قادر روہیلے مسلط کر دیتی ہے ــــ مغلیہ سلطنت کے آخری تاجدار رنگ رلیوں کے باعث جس عبرت ناک حشر سے دوچار ہوئے اور غلام قادر روہیلہ اپنے مظالم کی بنا پر جس انجام بد کو پہنچا اس کا ہلکا سا خاکہ ذیل کی سطور میں ملاحظہ فرمایئے اور عبرت حاصل کیجئے ــــ فاعتبروا یا اولو الابصار (ادارہ)

۵ ر ذیقعد کو تمام شہزادے غلام قادر خاں کے حضور پیش کئے گئے۔ اس نے ہر ایک سے روپیہ طلب کیا اور خوف دلانے کی کوشش کی، کہا، بہتر ہے تم اس ظلم و ستم سے ڈرو جو تم پر ہونے والا ہے انہوں نے غربت اور افلاس کی دہائی دی تو شاہ عالم کی طرف خشمگین نگاہوں سے دیکھتے ہوئے بولا، اگر تم مجھے روپیہ نہیں دو گے تو تمہارے ولی عہد اکبر شاہ ثانی کو الٹا لٹکا کر کوڑے ماروں گا یہی نہیں بلکہ دلی کے بازاروں" میں گدھے پر بھی اس کے جلوس نکلیں گے۔ شاہ عالم کی بے بسی دیدنی تھی۔ اس نے کہا "جو کچھ ہے یہیں محلات میں ہے میرے پیٹ میں نہیں۔ غلام قادر خاں نے اس پر لعنت کی۔ اور کہا کہ ابھی وقت نہیں آیا ہے کہ تمہارے پیٹ کی تلاشی لی جائے حسب ضرورت ایسا بھی کیا جائے گا۔ اسی اثنا میں اس کے ملازم اس کے سامنے حقہ رکھ گئے وہ دو دن تک شاہ کے روبرو بیٹھا حقے کا دھواں اس کی طرف چھوڑتا رہا۔

۷ ر ذیقعدہ کو یعقوب خاں خانساماں اور شاہ عالم کی بہن کرامت النساء الٹی لٹکائی گئی۔ ان کے جسم پر گرم تیل ڈال کر کوڑے مارے گئے شاہ عالم کو جلتی ہوئی اینٹوں پر کھڑا کیا۔ اکبر اور سلیمان کو لکڑی سے باندھ کر مارا ــــ اس ظلم و ستم کی بدولت کئی دفینوں کا پتہ مل گیا۔ بہت سے زیور اور مرصع ظروف سامنے آ گئے، غلام قادر خاں نے ایک بھرپور قہقہہ لگایا اور کہا۔ میرا طالع قابلدید ہے زمین سونا اگلتی ہے اور آسمان چاندی برساتا ہے، شاہ عالم میں اس طنز کے برداشت کرنے کی ہمت نہ تھی اس نے غلام قادر خاں کو گالیاں دیں تو اس کے ساتھی اس سے لپٹ گئے، غلام قادر خاں نے بلا توقف حکم دے دیا کہ اس کی آنکھوں میں سلائیاں پھیر دو ــــ مغل اپنے دعویداروں کی آنکھوں میں سلائیاں پھیرتے تھے۔ مغلوں میں کسی ایسے شخص کو سلطنت کا دعویدار نہیں سمجھا جاتا تھا۔ جو اندھا ہو، طغرل، ہمایوں اورنگ زیب، فرخ سیر، سب ہی نے اپنے بھائیوں اور بھتیجوں کے ساتھ یہی ستم روا رکھا تھا اسی کی تجدید غلام قادر خاں کے ساتھیوں نے کی۔ وہ درد سے تڑپنے اور لوٹنے لگا۔ تو اس کو لکڑیاں مار مار کر بٹھایا اور پھر ازراہ مذاق اس سے پوچھا، کچھ نظر آتا ہے۔ اس نے کہا وہ قرآن جو تیرے اور میرے درمیان رکھا ہوا ہے۔ غلام قادر خاں نے اس زور سے اس کے منہ پر لات ماری کہ وہ چاروں شانے چت جا گرا اس کے گرتے ہی غلام قادر خاں اس کی چھاتی پر بیٹھ گیا تاکہ وہ حرکت نہ کرے اس کے ساتھیوں نے شاہ عالم کے ہاتھ اور پاؤں مضبوطی سے پکڑ لئے اس نے اپنی کمر سے خنجر نکال کر شاہ عالم کی دونوں آنکھیں باہر نکال پھینکیں۔ اور مصور کو بلا حکم دیا کہ تصویر کھینچو ایسی تصویر جس میں اس منحوس کے سینہ پر چڑھا ہوا نوک خنجر سے اس کی آنکھیں نکالتا دیکھا جاؤں۔

شاہ عالم کے سینہ سے اتر کر اس پر پہرے بٹھا دیئے اور تاکید کی کہ اسے اور اس کے بچوں کو کھانا نہ دو۔ شاہ عالم کی بے کسی قابل رحم تھی اسے لہو لہان دیکھ کر اس کی محرمات اور کنیزیں رونے لگیں۔ تو اس کی ایک ہی دھمکی نے انہیں خاموش کر دیا اور اس خوف سے سناٹا طاری ہو گیا کہ کہیں ہمارا حشر بھی شاہ عالم ہی کا سا نہ ہو۔ شاہ عالم تڑپنے اور بلبلانے لگا۔ تو غلام قادر خاں نے آگے بڑھ کر اس کی داڑھی نوچ لی اور اپنے پنجوں کے نشانات اس کے چہرے پر گاڑتے ہوئے بولا، میں نے غوث گڑھ کے مسلمانوں کی ہلاکت کا بدلہ لیا ہے، خدا کے خوف سے جان چھوڑ دی ورنہ تجھے جنگلی کتوں کے آگے ڈال دیتا۔"

بیدار بخت اپنے باپ کی مظلومی کا تماشائی بنا، غلام قادر خاں کے اشاروں پر ناچتا رہا۔ اس کی در پردہ شہ پر زر موعودہ کے لئے ملکہ زمانی اور حاجرہ محل کے مکانات منہدم کئے گئے، اسباب ضبط کیا گیا۔ اور وہ تمام قلعہ سے موتی محل بھیجدی گئیں ۷ ر ذیقعدہ سے ۲۵ ر ذیقعدہ تک لال قلعہ میں جتنی لوٹ کھسوٹ ہوئی۔ اس کا اندازہ مشکل ہے۔ قلعہ کے رہنے والے جس بربریت اور ظلم و ستم سے دوچار ہوئے اس کا اظہار ممکن نہیں۔ خود منظور علی ناظر بھی اس اندرونی احتساب سے نہیں بچ سکا۔ اس کی ساٹھ برس کی جمع کی ہوئی دولت بھی اس الزام میں ضبط کر لی گئی، کہ رازداران قلعہ کا مجرم تھا۔

۲۵ ر ذیقعدہ کو غلام قادر خاں نے ایوان شاہی میں مسند بچھائی، اکبر شاہ اور سلیمان شکوہ کو طلب کیا۔ وہ خوف اور یاس کے عالم میں لڑکھڑاتے ہوئے۔ دست بستہ حاضر ہوئے تو کہا "رقص کرو۔ میں نے تمہارے رقص کی بڑی تعریف سنی ہے" انہوں نے انکار کیا تو کہا ــــ کیا یہ بہتر ہے کہ میں تمہاری ناک اور کان کاٹ لوں۔ اور پھر تمہیں کوڑے مار مار کر نچایا جائے۔ رقص بسمل کی تشبیہ غالباً انہیں کے لئے وضع ہوئی تھی۔ وہ مجبوراً ناچتے رہے جب تھکن کے باعث ان میں ناچ کی طاقت نہیں رہی تو کہا ــــ مانگو کیا مانگتے ہو۔ آج میں تمہاری ہر خواہش کی تکمیل کروں گا۔" کہا ــــ "ہماری عورتوں اور بچوں کو کھانا" کہا۔ اجازت ہے لیکن اس حد تک کہ تم صرف زندہ رہ سکو۔

تھوڑی دیر بعد تمام شہزادے ایوان شاہی سے نکال دیئے گئے، غلام قادر خاں نے کمر سے تلوار کھول دی اور مرزا اکبر کے قریب رکھ کر اس کے زانو پر سو گیا، مرزا اکبر اس کے بیدار ہونے تک خدمت گار کی طرح پنکھا ہلاتا رہا۔ بیدار ہوتے ہی اس نے نیام اس کی گردن پر ماری۔ اور کہا کیا اسی دن کے لئے تمہیں تمہارے باپ نے ولی عہد بنایا تھا کیا اسی بزدلی پر حکومت اور سلطنت کے مدعی ہو تم نے مجھے ہلاک کیوں نہیں کرایا۔ جب میری تلوار بھی تمہارے قبضہ میں تھی۔ اور میں بھی اس سے پہلے کہ مرزا اکبر کوئی جواب دیتا۔ وہ بولا "اب میں سمجھا، تمہارا قصور نہیں ہے غالباً حمیت، اور غیرت ہی تمہارے گھر سے اٹھ گئی ہے۔ ابھی وہ مرزا اکبر کو ڈانٹ ہی رہا تھا کہ خواجہ سرا نے دست بستہ اطلاع دی، شاہ عالم کی دس سالہ لڑکی بھوک اور پیاس سے مر گئی ہے۔ کہا "جہاں پڑی ہے وہیں تجہیز و تکفین کے بغیر دفن کر دو"

۸ ر ذی قعدہ کو بیدار بخت نے کہلا بھیجا کہ محمد شاہ کی حرم خاص کا انتقال ہو گیا ہے، اس کی تجہیز و تکفین کی اجازت دی جائے۔ اس نے اسے پہلے تو ایک غلیظ سی گالی دی۔ پھر کہا ــــ جہاں مری ہے وہیں پڑی رہنے دو ــــ جب لاش میں بدبو پیدا ہو گئی۔ تو اس کے سپاہیوں نے مجبور

کیا ہے ـ اس طرح اسے قبر کا کونہ مل سکا

اسی اثناء میں کسی صاحب نے مرزا جھنگا اور بھنگا کی لڑکیوں کے حسن و جمال کی تعریف کی ـ ان کو دست بستہ موتی محل میں لایا گیا ـ جس وقت وہ اس کے سامنے آئیں ـ اس نے ان پر نگاہ ڈالی اور اپنے سپاہیوں کو حکم دیا ـ کہ وہ ان کے ساتھ اختلاط کریں، چور اور ڈاکو بھی مغل شہزادیوں کی عزت اور احترام کرتے تھے ـ یہ تاریخ میں پہلا موقعہ ہے کہ جس میں تیموریوں نے اپنی عزت اور عفت بھی کھوئی ـــ

اسی ہنگامہ کے دوران مرزا اکبر کی کوششوں سے شاہ عالم کی تباہی اور اہل قلعہ کی بربادی کی داستاں مادھوجی سندھیا تک پہنچ گئی ـ وہ گوالیار ادھر اس کی نواح میں تھا، اس کی سپاہ جس وقت شہر میں داخل ہوئی ـ اور مرہٹوں نے قلعہ کا محاصرہ کر لیا تو غلام قادر خاں نے عافیت اسی میں دیکھی کہ وہ قلعہ تیار ہو کر مرہٹوں کا مقابلہ کرے ـ اس نے اپنی فوج کے سرداروں کو جمع کیا، اور ان کے سامنے قرآن کو گواہ بنا کر کہا

میں نے تو تم لوگوں کے ساتھ کوئی بدسلوکی نہیں کی ہے ـ میں صرف مسلمانوں کے معاشی اور سیاسی حقوق کا تحفظ چاہتا ہوں ـ جس کسی کو جانا ہو، وہ بخوشی جا سکتا ہے میں مزاحمت نہیں کروں گا ـ

سب غلام قادر خاں کی مسلم دوستی سے واقف تھے انہیں اس بات کا قطعی یقین تھا کہ غلام قادر نے اہل قلعہ پر مظالم اپنے مفاد کے لئے نہیں کئے ہیں ان سے اس کا مقصد مسلم اقلیت کی تنظیم تھا ـ چنانچہ سب نے قرآن پر ہاتھ رکھ کر یہ یقین دلایا کہ ـــ ہم اس معرکہ میں یا تو مرہٹوں کو ختم کر دیں گے یا خود ختم ہو جائیں گے ـــ

مادھوجی سندھیا کا لشکر دلی پہنچا تو غلام قادر خاں نے میرٹھ کی راہ لی ـ میرٹھ کا قلعہ اس کے لئے بہتر جائے پناہ تھا ـ مرہٹے وہاں بھی اس کے تعاقب میں پہنچے ـ تو وہ اپنی سپاہ کے ساتھ جمنا پار سکھوں کے علاقہ میں نکل گیا ـ اور رات ہی رات میں بارہ میل کی مسافت طے کر لی، اندھیرا تھا، راہ دکھائی نہیں دیتی تھی ـ گھوڑے نے ایک کنوئیں کے پاس ٹھوکر کھائی اور گر پڑا ـ غلام قادر خاں کے جسم پر کئی چوٹیں آئیں ـ وہ بھاگنا چاہتا تھا لیکن اس کے اعضاء میں اتنی طاقت نہیں تھی ـ صبح کے انتظار میں پڑا رہا ـ جب صبح ہوئی تو گاؤں کے لوگ کنوئیں پر پہنچے ـ اور اسے پہچان لیا اور دھوکہ سے اپنا مہمان کر کے مرہٹوں کو خبر کر دی مادھو جی سندھیا نے اپنے سردار علی بہادر کو اس کی... گرفتاری کے لئے روانہ کیا ـ سندھیا، متھرا میں مقیم تھا ـ اس نے پہلے تو اس کا منہ کالا کر کے گدھے پر بٹھا کر شہر میں اس کی تشہیر کی، پھر زبان کاٹی آنکھیں پھوڑیں، اور پھر ناک کان ہاتھ پیر کاٹ لئے ـ جسم کا بقیہ حصہ ـــ بادشاہ کی خدمت میں بھیجا ـ بادشاہ اندھا تھا ـ اس کے باوجود جب اس نے غلام قادر خاں کے انجام کی تفصیل سنی تو وہ بہت خوش ہوا ـ اس کی خوشی کا اس بات سے اندازہ کیا جاتا ہے ـــ اس کے مصاحبوں نے اس کے قتل کی تاریخ کہی تو اس نے انعامات دیئے ؎

کور چوں کرد شاہ را قادر
اہل ندا از سما رسید یک بار
سر د پائے غلام قادر را!
بتبر و بر فگن سر بازار

پرانی دہلی میں قطب صاحب کے احاطہ میں غلام قادر کی قبر موجود ہے ـ بعض بادشاہ پرست اس بات سے انکار کرتے ہیں کہ یہ غلام قادر کی قبر ہے ـ ان کا استدلال ہے کہ غلام قادر جیسے ظالم اور سفاک شخص کو قطب صاحب کا جوار کیوں کر میسر آ سکتا ہے ـ غالباً ان کی نگاہ میں بادشاہوں کے مظالم اور اخلاق سوز واقعات شرافت اور نیکی کا نمونہ ہوتے ہیں ـ

ضروری اعلان

آئندہ شمارہ نادہندگان ایجنٹ حضرات کی فہرست شائع ہوگی جن حضرات نے رقوم ادا نہیں کیں وہ فی الفور ادا فرمائیں یا ادائیگی کی تاریخ سے مطلع فرمائیں ـ ورنہ تشہیر کی تمام تر ذمہ داری ان پر عائد ہوگی ـــ

لہٰذا

جلد از جلد قبل از وقت تعمیل کر کے ہمیں شکریے کا موقعہ دیں

مینیجر مشتاق حسین بخاری
(انجمن خدام الدین لاہور)

قارئین خدام الدین اس سرخ نشان

X

کو چندہ کے ختم ہونے کی علامت سمجھتے ہوئے جلد از جلد چندہ ارسال فرمائیں

عورتوں کا صفحہ

بی اماں

مولانا عبدالرحمٰن ندوی نگرامی مرحوم استاد دارالعلوم ندوہ شریک ایڈیٹر سچ کے قلم سے

۲۱ فروری ۱۹۲۲ء کی صبح کو کارکنان خلافت کمیٹی نے مولانا آزاد کے دولت خانہ پر بی اماں کی خدمت میں حاضری دی، کارکنان کی عنایت اور مہربانی سے طفیلیوں کے طور پر میں نے بھی شرف باریابی حاصل کیا، میں ابتدا سے انتہا تک سکوت اور خاموشی کے عالم میں رہا اور میرا دل اندر ہی اندر قدیم ہندوستانی شرفاء کی تربیت، ان کی مذہبی عقیدت اور خدا اور رسول کے نام پر ان کی شیفتگی اور پختگی واستقلال کے افسانے یاد کر رہا تھا۔

بی اماں کا زمانہ:-

بی اماں ۱۸۵۷ء میں پانچ برس کی تھیں، وہ یہ زمانہ ہے جب کہ ہندوستان میں مسلمانوں کا قافلہ لٹ چکا تھا اور ان کا شیرازہ بکھر چکا تھا، سچی اور صحیح اسلامی تعلیم مفقود ہو چکی تھی، پھر بھی دلی، مرادآباد، رامپور اور اس کے گرد و نواح میں اونچے درجے کے شرفاء میں تربیت کی سخت پابندی تھی، خدا اور رسول کی محبت کا ہر گھر میں چرچا تھا سلف کے طریقہ کی عظمت تھی اور انہیں کا طریقہ معاش پسند کیا جاتا تھا۔

بی اماں خود کیا تھیں

بی اماں میں ان تمام چیزوں کی جھلک پائی جاتی تھی، اور وہ قدیم تربیت کی ایک نہایت عمدہ اور بہترین مثال ہیں، میں پوری سچائی کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ اس بیس منٹ کے عرصہ میں میرے دل میں جو کیفیت طاری ہوئی موجودہ عہد کی عورتوں کا تو کیا ذکر ہے اکثر ارباب علم وفضل کی مجلسیں بھی اس سے خالی نظر آتی ہیں، میں جانتا ہوں کہ بی اماں علوم عقلیہ ونقلیہ میں کوئی کمال نہیں رکھتی تھیں اور نہ عام اصطلاح کے لحاظ سے وہ کوئی صاحب کرامت ولیہ ہیں، لیکن اگر اخلاق کی خوبی، خدا ورسول کی محبت، اسلام کا درد پیروئ طریقۂ سلف کی خواہش اور سب سے بالاتر تصنع وتکلف سے براءت کوئی چیز ہے تو بے شبہ وہ اس عہد میں نہ صرف عورتوں کے بلکہ مردوں کے لئے لائق تقلید ہیں ۔۔۔

بزرگوں کا طریقہ اختیار کرو:-

دوران گفتگو میں انہوں نے زیادہ تر پرانے طریقوں کو اختیار کرنے پر زور دیا اور فرمایا شوکت ومحمد کو میں برابر تعلیم کے زمانہ میں وضع قطع تراش، خراش میں پرانی روش کو نہ چھوڑنے کے لئے کہتی رہی لیکن اس زمانے میں کچھ ہوا ایسی چلی کہ انہوں نے میری بات پر کان نہ دھرا، اب الحمدللہ کہ وہ راہ راست پر آگئے، قدیم زمانہ کی بوڑھی اور سیدھی عورتوں کی طرح انگریزی حکومت کو وہ نئی تراش کے لفظوں سے کم یاد کرتی ہیں اور زیادہ تر فرنگی کا لفظ استعمال کرتی ہیں: اس جملہ کو انہوں نے کئی بار دہرایا کہ میرے بھائیو! فرنگی چال چلن کو خیرباد کہو، اپنے بزرگوں کا رویہ اختیار کرو، اسی سلسلہ میں انہوں نے فرمایا کہ جب غدر کے بعد لوگ فرنگیوں کی طرف جھکے اور ان کے چال چلن اختیار کرنے لگے تو اگلے زمانے دیکھے ہوئے کہا کرتے تھے کہ ان کی نوکریوں کو قبول نہ کرو ان لوگوں کو نصرانیوں کی باتوں پر اعتبار نہ تھا چنانچہ میری بڑی نانی فرمایا کرتی تھی کہ فرنگیوں کے انعام نہ لو یہ ان کی چال ہے

علی برادران کا ذکر:-

علی برادران کا ذکر آجانے پر بی اماں نے ان دونوں بھائیوں کی خدمت انکسار اور عاجزی کے لہجہ میں ذکر کیا اور فرمایا کہ اس وقت وہ دونوں بھائی جیل میں جو مصیبتیں اٹھا رہے ہیں وہ اسلام کی راہ میں بہت ہی کم ہیں، ہمارے پیغمبر صاحب کو تو بڑی بڑی تکلیفیں ہوئیں انہوں نے بڑی عقیدت سے بیان کیا کہ آج شوکت ومحمد جو کر رہے ہیں وہ خدا کی خاص عنایت ومہربانی ہے

فرمانے لگیں کہ جب ان کے باپ گزر گئے تو محمد علی سوا برس کا تھا، شوکت کوئی پانچ برس کا ہوگا، اللہ نے بڑی مشکلوں سے ان کی پرورش کرائی، میں حج کو جب گئی تو طواف کے وقت غلاف کعبہ کو تھام کر میں نے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار! تو نے محض اپنے فضل سے ان بچوں کی پرورش کرائی، میں بیکس اس قابل نہ تھی، اب اتنی دعا ہے کہ ان کو سچا مسلمان بنا دے، سو اللہ نے تو ان دونوں بھائیوں کو اپنی راہ میں لگالیا۔ اب ایک ذوالفقار علی رہ گیا ہے جو ان دونوں سے تیز ہے خدا اس کو بھی سیدھی راہ دکھائے۔ بی اماں نے تمامتر گفتگو انتہائی سنجیدگی ومتانت سے فرمائی لیکن جب خلافت اور مسلمانوں کی تباہی کا ذکر کرنے لگیں تو میں نے دیکھا کہ جوش کی وجہ سے ان کے بوڑھے اور لاغر ہاتھ کانپنے لگے تھے اور ان کے چہرے پر غم وغصہ کے آثار ظاہر ہو رہے تھے۔

فرمانے لگیں کہ جب شوکت ومحمد گرفتار ہوگئے تو میں بڑھیا اپاہج جس کو چارپائی سے اٹھنا دشوار تھا کراچی جانے کو تیار ہو گئی، کراچی میں میں نے شوکت سے کہا کہ بیٹا میں کسی قابل نہیں لیکن اگر تم لوگوں کے طفیل سے اس آخری عمر میں کچھ خدمت اسلام ہو سکے تو بڑی خوش نصیبی ہے فرمایا کہ میں نے اپنا کفن تیار کر کے اپنے ساتھ رکھ لیا اور اشفاق (شوکت علی صاحب کے سکرٹری) سے کہہ دیا ہے کہ عمر کا کیا ٹھکانا ہے سفر میں موت آجائے تو میرے مسلمان بھائیوں سے دو گز زمین مانگ کر مجھے دفنا دینا۔

مقام صبر ورضا:-

پرانی عورتیں مقام صبر ورضا میں بہت مضبوط اور مسئلہ تقدیر کے حقیقی فوائد سمجھتی رہی ہیں اور اس اعتقاد کی بدولت ان کی گودوں جن بچوں نے پرورش پائی وہ دنیاوی طاقتوں سے بے خوف اور ظاہر قوتوں کے نمود سے نڈر رہے، بی اماں کے دل میں بھی یہ خیال مضبوطی سے قائم ہے، فرمایا کہ میں نے تو سات برس ہوئے اپنے بچوں کو خدا کے سپرد کر دیا۔ تم دیکھو کہ سات برس ہو گئے لیکن خدا شوکت ومحمد کی حفاظت کر رہا ہے انگریز ان کا ایک ناخن بھی نہ اکھیڑ سکے لیکن اگر اللہ کی مرضی یہی ہے کہ میرے دونوں بچے اس راہ میں جان دے دیں تو ان کو کون بچا سکتا ہے۔ نوازش علی (محمد علی صاحب کے بڑے بھائی) کا جب وقت آگیا تو ہم

نے کیا کر لیا۔ اس عقیدے کا ان کے دل پر بڑا گہرا اثر ہے، چنانچہ ایک بزرگ نے محمد علی صاحب کی خدمات کا شمار کراتے ہوئے کہا کہ یہ سب آپ کی تربیت کی طفیل ہے تو بڑی سختی سے بی اماں نے اس کی تردید کی اور کہا کہ اسلام کی راہ میں سب ہیچ ہے، اب میرا کچھ نہیں، میں نے سب کچھ اللہ کے سپرد کر دیا، انہوں نے حکومت کے انجام کی طرف ان سادہ لفظوں میں اشارہ کیا کہ اب اس کی قسمت لوٹ چکی ہے

نفس کی اطاعت گمراہی ہے:-

انہوں نے نیکی کے پھیلانے پر خاص طور سے نصیحت کی اور کہا کہ انسان دو بادشاہوں کے جھگڑے میں ہے، ایک بادشاہ روح اور عقل اس کی وزیر ہے اور دوسرا بادشاہ نفس ہے اور دل اس کا وزیر ہے، جس نے نفس کی اطاعت کی وہ گمراہ ہوا اور جس نے روح کا کہنا مانا وہ سیدھے راستہ پر چلا۔ بی اماں کے اس جملے نے جسے اغلبًا انھوں نے اپنے کسی بڑے بوڑھے یا صالح اور متقی انسان سے سُنا ہے میرے اوپر روحانی سبق کا دروازہ کھول دیا اور میرے دل کو ایک غلط فہمی سے نکال لیا جس میں نسل جدید کے بہت سے لوگ گرفتار ہیں۔ موجودہ مظالم اور سختیوں کے متعلق فرمانے لگیں کہ لوگوں کو چھوڑ دو وہ جس قدر چاہیں مظالم میں چڑھ جائیں جو جتنا بلند چڑھتا ہے۔ اتنا ہی زور سے گرتا اور چوٹ بھی زیادہ کھاتا ہے، عدم تشدد کے بارے میں فرمایا کہ ہم لوگ کمزور اور وہ زبردست، اگرچہ میں اس کو زبردست نہیں مانتی، زبردست تو صرف اللہ ہے لیکن دنیا عالم اسباب ہے اس لئے ہمیں یہی کرنا چاہیئے۔

بی اماں ایک قابل تقلید ماں:-

بی اماں کی خدمت میں میری حاضری کا یہ پہلا اتفاق تھا اور میں یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ علی برادران کے اخلاق وعادات اور ان کے مضبوط کیریکٹر پر جس قدر بی اماں کی خوش سلیقہ تربیت کا اثر ہے غالبًا نہ کسی کے اس قدر منت پذیر نہیں۔ اس قسم کی باتیں اب ہمارے اندر مفقود ہیں کاش اس زمانے کی عورتیں بی اماں کو دیکھیں اور ان کے جیسے عقائد و خیالات اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ مجھے یقین ہے کہ اگر علی برادران کے ساتھ وہ معاملہ کیا جاتا جو عبداللہ بن زبیرؓ کے ساتھ کیا گیا تو بی اماں اپنے صبر و استقلال میں حضرت اسماءؓ، والدہ ابن زبیرؓ کی سنت زندہ کرتیں۔

اس قسم کے خیالات ہمارے ملک کے شریف خاندانوں میں اکثر پائے جاتے تھے لیکن اب ہم میں وہ رسم و آئینِ کہن کہاں ایک بی اماں کو دیکھ کر یاد آجاتا ہے

از نقش و نگار در و دیوار شکستہ
آثار پدید است صنادید عجم را

بقیہ:- بچوں کا صفحہ صفحہ ۱۹ سے آگے

جب آپ تشریف لائے تو لب مبارک ہل رہے تھے مگر بات سنائی نہیں دیتی تھی۔ حجاج نے آپ سے کہا:

"ابوسعید! آپ نے میرے گھر میں آکر اس قسم کی سخت سُست باتیں کیں اور میری امارت وسلطنت کا کچھ لحاظ نہ کیا، کیا میری امارت کا حق کوئی آپ پر نہیں تھا" آپ نے حجاج کے جواب میں فرمایا۔

"خدا تمہاری حالت درست کرے، جو شخص آج تم سے ڈرا دھمکا کر کل کے لئے مامون کر دے وہ تمہارا سب سے زیادہ خیرخواہ اور تم سے زیادہ محبت کرنے والا ہے۔ بخلاف اس شخص کے جو آج تمہارے سامنے آکر خوشامدانہ وعظ کہہ کر تم کو دنیا میں نڈر کر کے آخرت کے خوف و غم کا باعث بنے، ایسا شخص تمہارا خیرخواہ ہرگز نہیں ہو سکتا، میرا مقصد تبلیغ حق کے سوا اور کچھ نہ تھا فقط تمہاری سمجھ کا قصور ہے کہ وعظ و نصیحت کو گالیاں سمجھ بیٹھے، باقی رہا سزا اور درگزر کا معاملہ تو یہ دونوں تمہارے ہاتھ میں ہیں جو چاہے کرو، مجھے نہ تمہاری سزا کا خوف ہے نہ تمہاری عفو درگزر کی تمنا

البتہ تمہاری حالت کے لحاظ سے درگزر زیادہ مناسب ہے کیونکہ تم طاقت و اقتدار کے نشہ میں چور ہوتے ہوئے، اگر کسی پر ظلم نہیں کرو گے تو کشادہ دلی سمجھی جائے گی۔ حجاج تم دنیاوی طاقت پر مغرور نہ ہو اور دنیا کے کمزوروں اور بچوں پر دست درازی نہ کرو بلکہ خدا پر بھروسہ کرو اور ہر حال میں اس کے سامنے جوابدہی کے لئے تیار رہو۔ وھو حسبنا ونعم الوکیل

یہ سن کر حجاج بہت خوش ہوا اور آپ کی بڑی عزت و تکریم کی دیکھا آپ نے کلمۂ حق کو کیسی کامیابی ہوئی، ورنہ حجاج بن یوسف

حفاظ کرام وقرّاء عظام
خوشخبری

حفاظ کرام و قراء عظام کو یہ خبر پڑھ کر بے انتہا مسرت ہوگی کہ ہم نے اپنے مشہور مدرسہ اشرف العلوم شکارپور سندھ کے لیے ایک بے نظیر و عدیم المثال ماہر قاری کو مقرر کیا ہے جس نے مکمل دس سال مدینہ پاک میں مبلغ القراء شیخ حسن صاحب کے نزدیک پورے قرآن پاک کے مشاق دس قرأت میں پڑھ کر سند حاصل کی ہے ان کے حروف کی ادائیگی موتیوں کے مثال ولہجہ ان کا مصری، دلکش، دلفریب شیریں اُردو بامحاورہ آواز ان کی لے حامصات اور پرتاثیر، قرأت کی مشہور کتب مثلاً شاطبی وغیرہ بر زبان یاد وہ صاحب ربیع الثانی کے ۱۵ تاریخ کو ہمیشہ کے لئے ہمارے مدرسہ میں تشریف فرما ہو رہے ہیں، قرأت اور حفظ القرآن کے شائقین کو چاہیئے کہ جلد از جلد اپنی درخواستیں ۱۵ ربیع الثانی سے قبل ارسال کریں۔ تا نخہ مقررہ کوٹا ختم ہونے کے سبب ان کو ندامت و حسرت نہ ہو

حافظ القرآن، عربی دان قاری کو ترجیح دی جائے گی۔ اپنی درخواستیں مندرجہ ذیل پتے پر ارسال فرمائیں ——— ضلع سکھر شکارپور سندھ
مولوی لطف اللہ ناظم مدرسہ اشرف العلوم محلہ دین پور———

ایک جعلی سفیر

تمام مسلمانان مغربی پاکستان کو اطلاع دی جاتی ہے کہ ایک شخص مسمٰی محمد عباس زلفاں والا مدرسہ جامعہ عربیہ سراج العلوم رجسٹرڈ سرگودھا کی جانب سے جعلی سند سفارت بنا کر جعلی رسید بک پر چندہ وصول کر رہا ہے۔ مسمی مذکور جس مسلمان کو جہاں ملے فوراً اُسے حوالہ پولیس کر کے ایسے بدکار شخص کے شر سے مسلمانوں کو بچائیں۔ اور ادارہ کی طرف سے شکریہ کے مستحق ہوں ——— المعلن عبدالسمیع ناظم جامعہ عربیہ سراج العلوم (رجسٹرڈ سرگودھا)

مجلسِ ذکر ۱۵ اگست ۱۹۶۳ء ۲۴ ربیع الاول ۱۳۸۳ھ بروز جمعرات

ضرورتِ تبلیغ

مرتبہ
خالد سلیم

جانشینِ شیخ التفسیر حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہ العالی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی اَمَّا بَعۡدُ!

بزرگانِ محترم و معزز حاضرین! اللہ تعالےٰ کا لاکھ لاکھ احسان و شکر ہے کہ اُس نے ہمیں مل بیٹھ کر اپنی یاد کی توفیق عطا فرمائی اللہ کا جس قدر بھی شکر کریں کم ہے ؎

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

اللہ کی بارگاہ میں مقبول و محبوب بندے وہ ہیں۔ جن کا ہر لمحہ اللہ کی عبادت و ذکر میں گزرتا ہے۔ جو راتوں کو گڑگڑاتے ہیں اپنے گناہوں کی معافی طلب کرتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ ہم کو بھی اپنا مقبول و محبوب بنالے۔ جہاں ہم اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے یادِ الٰہی میں وقت گزارتے ہیں۔ وہاں ہمارے بھائی سینماؤں، کلبوں، کھیلوں تماشوں میں اپنا قیمتی وقت اور دولت خرچ کرتے ہیں۔ انہیں آخرت کا بالکل ڈر اور خوف نہیں، اگر انہیں ان لغو حرکات اور فضول خرچی سے روکا جائے تو بہت ہی کم ایسے ہیں جو باز آجائیں۔ ورنہ اکثر بالکل توجہ نہیں دیتے ـــ

حضرتؒ لاہور میں اکیلے آئے تھے اللہ تعالےٰ کی رضا کے لئے قرآن مجید کی تعلیم لوگوں تک پہنچائی۔ الحمدللہ، اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے لاکھوں نے ہدایت کی روشنی حاصل کی، جب دنیا سے تشریف لے گئے۔ تو لاکھوں کی تعداد میں ان کے جنازے کے ساتھ تھے۔ حضرتؒ فرمایا کرتے تھے۔ کہ میں نے چالیس سال خدمت قرآن کی، قرآن نے لوگوں کو اپنی طرف کھینچا، لیکن اکثریت اسلام کی مخالفت میں اپنی زندگی گزار رہی ہے۔ وہ اپنے اوقات کو لغو تفریحات میں گزارتے ہیں انہیں حرام و حلال کی تمیز نہیں ہے۔ انہیں راہِ راست پر لانا ان کی رہنمائی کرنا ہمارا فرض ہے۔ دفتروں میں افسر، گھر میں بڑے لوگ محلے کے چودھری اپنے اثر و رسوخ کو استعمال کر کے لوگوں کو اسلامی تعلیمات کے مطابق زندگی گزارنے کی تبلیغ کریں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے

"بَلِّغُوۡا عَنِّیۡ وَلَوۡ کَانَ اٰیَۃً"

اگر میری ایک آیت بھی تمہارے پاس ہے۔ تو اسے دوسرے لوگوں تک پہنچاؤ۔ اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے حضرتؒ نے اپنی زندگی مبارک میں کئی شہروں میں مجلس ذکر شروع کرائی اب کئی اور شہروں میں بھی مجلس ذکر شروع ہوگئی ہے یہ سب حضرتؒ کی دعاؤں اور اللہ کے فضل کا نتیجہ ہے۔

دہلی دروازہ کے باہر کالا پہلوان کا ہوٹل ہے۔ کالا پہلوان کے والد صاحب حضرتؒ کے بہت خلاف تھے۔ لوگوں نے غلط چیزیں ان کے ذہن میں ڈال رکھی تھیں کہ حضرتؒ درود شریف کے منکر ہیں۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم اور بزرگانِ دین کا ادب نہیں کرتے۔ حضرتؒ کے ایک معتقد ایک مرتبہ بڑی مشکل سے انہیں درس قرآن میں لے آئے۔ وہ پہلے تو مسجد میں داخل ہی نہیں ہوتے تھے۔ اتفاق سے حضرتؒ اُس دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات و فضائل بیان فرما رہے تھے، کالا پہلوان کے والد صاحب فرما رہے تھے کہ میرے تو ہوش کے طوطے اڑ گئے، کہ میں جن کو دشمنِ رسول سمجھتا تھا۔ ان سے بڑھ کر کوئی محبِّ رسولؐ اور عاشقِ رسولؐ نہیں دیکھا، بس ایک درس سننے کی دیر تھی، کہ کایا پلٹ گئی۔ پھر کبھی صبح کی نماز اور درس قرآن قضا نہیں ہوا ـــ جب ان کی وفات ہوئی۔ تو حضرتؒ کے فرمان اور ان کی وصیت پر میں نے سنت کے مطابق نماز جنازہ پڑھائی۔ ہزاروں آدمیوں نے نماز جنازہ میں شرکت کی۔ میں نے یہ واقعہ اس لئے سنایا ہے۔ کہ تبلیغ سے غلط راہ پر چلنے والے ہدایت کا راستہ پالیتے ہیں۔

جیسے ہم اللہ تعالیٰ کے ذکر سے لطف اندوز ہوتے ہیں، نماز روزہ تلاوت قرآن جیسی عبادتیں کرتے ہیں، ہمارا فرض ہے۔ کہ ہم اپنے دوسرے گم کردہ راہ مسلمانوں کو بھی اسلامی تعلیمات سے روشناس کرائیں۔ تاکہ وہ بھی ہماری طرح سکونِ قلب حاصل کریں۔ ذکر اللہ کر کے لذت و سرور حاصل کریں اور اللہ تعالیٰ کے محبوب و مقبول بندے بن جائیں۔ اس کے لئے ہمیں اپنے گھروں، محلوں، دفتروں میں تبلیغ کرنی پڑے گی۔

محترم حضرات! ہمیں اپنی اصلاح کی فکر نہیں۔ اور اگر اللہ تعالےٰ کے فضل سے نیک لوگوں کے ساتھ وابستہ ہیں۔ تو دوسرے ساتھیوں کو اس طرف متوجہ نہیں کرتے، آج کل کے زمانے میں تبلیغ کی از حد ضرورت ہے۔ آپ اپنے بھائیوں دوستوں کو پیار اور محبت سے سمجھائیں۔

اگر آپ خلوص نیت کے ساتھ تبلیغ کریں گے۔ تو آپ کی کوشش ضرور کامیاب ہوگی۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

ہماری والدہ محترمہ بیمار ہیں۔ اُن کی صحت کے لئے اللہ تعالےٰ سے دعا فرمائیں

ہماری والدہ محترمہ ہر روز بچوں بڑوں کو بٹھا کر شام کو ذکر کراتی تھیں (اب کمزوری اور بیماری کی وجہ سے معذور ہیں)

حضرتؒ ہمیں بچپن ہی سے جہاد کی تیاری کرانی شروع کر دی تھی۔ انہوں نے خود ہمیں تیرنا، گھوڑ سواری، تیر اندازی، بندوق چلانی سکھائی۔ تاکہ بوقتِ ضرورت کام آسکے۔

جب ہم چھوٹے تھے۔ تو حضرتؒ شوق دلانے کے لئے فرمایا کرتے کہ جو جتنے روزے رکھے گا۔ اُسے اتنے پیسے ملیں گے پیسوں کے لالچ میں ہمیں عبادت کا شوق پڑ گیا۔ اب بڑے ہو کر پتہ چلا۔ کہ یہ سب عذاب نار سے بچنے کے لئے ہے۔

آج کل بالکل الٹ معاملہ ہے۔ ماں باپ کہتے ہیں کہ ہمارا بچہ سکول جاتا ہے پڑھتا ہے۔ اس لئے روزہ نہیں رکھواتے۔

حضرات! آپ غور فرمائیں کہ جن کو بچپن ہی سے اسلامی تعلیمات سے دور رکھا جاتا ہے۔ کیا یہ بڑے ہو کر خادمِ اسلام بنیں گے۔ قرآن مجید میں ان ہی قسم کے لوگوں کے متعلق ارشاد ہے کہ قیامت کے دن ماں باپ کے لئے بد دعا مانگیں گے۔

رَبَّنَاۤ اِنَّاۤ اَطَعۡنَا سَادَتَنَا وَکُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوۡنَا السَّبِیۡلَا ۝ رَبَّنَاۤ اٰتِہِمۡ ضِعۡفَیۡنِ مِنَ الۡعَذَابِ وَالۡعَنۡہُمۡ لَعۡنًا کَبِیۡرًا ۝

ترجمہ! اے ہمارے رب ہم نے اپنے سرداروں اور بڑوں کا کہا مانا سو انہوں...

نے ہمیں گمراہ کیا۔ اے ہمارے رب انہیں دُگنا عذاب دے اور ان پر بڑی لعنت کر۔

ان بے ایمانوں نے ہمیں تیرے دین کا راستہ نہ دکھایا۔ ہمیں انگریزی بے ایمان کی تعلیم دلائی، قرآن و حدیث کی تعلیم سے محروم رکھا۔

محترم حضرات!

آپ اپنے بچوں کو ایسا نہ بنائیں۔ کہ وہ قیامت کے دن آپ کے لئے عذاب کا باعث ہوں۔ بلکہ اپنی اولاد کو نیکی کی تلقین کریں۔ مجلس ذکر میں انہیں بھی ساتھ لائیں۔ درس قرآن ان کو سنائیں۔ اس طرح وہ اولاد آپ کے لئے باعث رحمت ہوگی اور صدقہ جاریہ ہوگی نیک اولاد ہی اپنے والدین کے لئے دعائیں مانگتی ہے۔

رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا

صحابہ کرام رض نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کو اپنا کر دنیا میں انقلاب پیدا کر دیا۔ چار دانگ عالم میں اسلام کا ڈنکا بجادیا آج ہمارا بھی فرض ہے کہ قرآن و حدیث کی تعلیمات جس طرح صحابہ رض کرام، تابعین تبع تابعین اور دوسرے بزرگان سے ہم تک پہنچتی ہیں۔ اسی طرح ہم چودھویں صدی والے، پندرھویں صدی والوں کو پہنچائیں۔ حضور اور صحابہ کرام رض کی سیرت کو پڑھیں، خود اس پر عمل پیرا ہو کر دوسروں میں بھی انقلاب پیدا کریں ـــ

ہمارا ملک پاکستان اسلام کے نام پر لیا گیا تھا۔ لیکن افسوس کہ آج تک اس ملک میں اسلامی قانون رائج نہیں ہوا آپ پر یہ بھی فرض عائد ہوتا ہے کہ صحیح اسلام کے خادم اور سچے پکے مسلمانوں کو آگے لائیں۔ ان کو ووٹ دیں۔ جو اسلامی درد رکھتا ہو۔ جس کے دل میں خوف خدا ہو۔ تاکہ اس ملک میں اسلامی حکومت قائم ہو جائے، اللہ تعالیٰ اس ملک کو صحیح اسلامی ملک بنائے۔ آمین

محترم حضرات!

میں عرض کر رہا تھا کہ صحابہ کرام رض اور بزرگان دین کی طرح ہمارا بھی فرض ہے۔ کہ ہم اللہ کے دین کی نشر و اشاعت کریں ـــ

اب ہم اپنے اپنے گریبانوں میں منہ ڈالکر دیکھیں کہ ہم اس کے لئے کتنا کام کر رہے ہیں۔

اللہ تعالےٰ کا فرمان ہے۔

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ ط الآیۃ ال عمران آیت ۱۱۰)

ترجمہ: تم سب امتوں میں سے بہتر ہو۔ جو لوگوں کے لئے بھیجی گئیں اچھے کاموں کا حکم کرتے ہو اور برے کاموں سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان لاتے ہو۔

ہم اللہ تعالےٰ کا کتنا شکر ادا کرتے ہیں! نعمت خداوندی کو کس طرح فضول خرچ کرتے ہیں، جھنڈیاں لگاکر، روشنی جلاکر۔ کیا یہ محبت رسول ہے؟ یاکہ شیطانی کام ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ ط

ترجمہ: بے شک بے جا خرچ کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں۔

حج، زکوٰۃ کی توفیق نہیں۔ نماز روزہ کی پرواہ نہیں۔ اور سال میں ایک دن جلوس جھنڈیاں اور روشنی کرنا محبتِ رسول اور عشق رسول ہے۔ اگر لوگوں کو عمل کی طرف متوجہ کریں۔ اسراف سے روکیں۔ تو الٹا وہابی بے ایمان کہتے ہیں۔ اب جنوں کو خرد اور خرد کو جنوں والا حال ہوگیا ہے۔

اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ ہمیں صحیح راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ حضور، صحابہ کرام کی سیرت کو اپنانے کی ہمت و توفیق عطا فرمائے (آمین)

دعائے صحت

احرار کے زبردست کارکن حضرت مولانا سید فضل الرحمٰن شاہ صاحب جگرانوی مبلغ مدرسہ عربیہ حسینیہ حنفیہ سلانوالی (سرگودھا) جوکہ رئیس الاحرار حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب لدھیانوی اور امیر شریعت حضرت مولانا سید عطا اللہ شاہ بخاریؒ کے خادموں میں سے ایک ہیں۔ آپ عرصہ پانچ ماہ سے صاحب فراش ہیں۔ دل کے دوروں کی وجہ سے آپ کی اعصابی کمزوری بڑھ گئی ہے جس کی وجہ دین برحق کی سربلندی کی خاطر جیلوں کی صعوبتیں برداشت کرنا ہے۔ آپ انگریز کے دور میں آزادی کی تحریک میں حصہ لینے کے باعث اسیر فرنگ رہ چکے ہیں اور متعدد مرتبہ جیلوں کی صعوبتیں برداشت کرنے کے علاوہ ختم نبوت کی مومنٹ کے بعد میونسپلٹی حدود سلانوالی میں عرصہ تین سال تک نظر بند رہ چکے ہیں۔ اس وقت آپ کا علاج سول ہسپتال کے ڈاکٹر چوہدری نور الحق صاحب کر رہے ہیں۔ جوکہ صوم و صلوٰۃ کے پابند بلند اخلاق اور عوام میں ہردلعزیز ہیں۔ آپ اپنی جملہ صفات کے علاوہ ایک نوجوان اور تجربہ کار ڈاکٹر بھی ہیں۔

قارئین خدام الدین سے درخواست ہے کہ وہ حضرت شاہ صاحب کے لئے دعائے صحت فرمادیں ـــ

جمال الدین مجاہد ایجنٹ خدام الدین لاہور محمود سوبٹ مارٹ مین بازار سلانوالی (سرگودھا)

چک رام داس میں جلسہ

۱۲ راگست کو موضع چک رامداس میں سیرت النبیؐ پر جلسہ ہوا۔ جس میں مولانا افتخار احمد صاحب بگوی امیر حزب الانصار (بھیرہ) نے اڑھائی گھنٹے سیرت النبیؐ پر مدلّل تقریر کی۔ آخر میں مولانا موصوف نے مسلمانوں سے اپیل کی کہ وہ اپنے اندرونی اختلافات کو دور کر کے متحد ہو جائیں تاکہ غیر مذاہب مسلمانوں اور اسلام پر انگشت نمائی نہ کرسکیں۔

خُدّام الدین کا تازہ پرچہ

۱۔ حویلیاں میں
سعید بک ڈپو سے حاصل کیجئے۔

۲ خیر پور میں
جناب محمد نفیس صاحب سے حاصل کیجئے۔

۳۔ سبی پی میں
حاجی نور محمد صاحب سے حاصل کیجئے

دربارِ رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے فیصلے

محمد امین بورسٹل جیل لاہور

حضورؐ سرورِ کائنات ابتدا میں اسلام کی تبلیغ شروع کرتے ہیں، تو تمام اہل قریش آپؐ کے خلاف ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ وہ اپنے بتوں (خداؤں) کی توہین اور اپنے آبائی دین کی تکذیب کسی صورت میں بھی برداشت نہیں کرتے۔ چنانچہ اہل قریش ایک وفد کی صورت میں رسولؐ اللہ کے چچا جناب ابوطالب کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرتے ہیں۔ کہ وہ اپنے بھتیجے کو کہیں کہ وہ ہمارے بتوں کو برا نہ کہیں ——— اور ساتھ ہی کہتے ہیں کہ اگر رسولؐ اللہ بادشاہت چاہتے ہیں تو ہم انہیں بادشاہ مان لیتے ہیں۔ اگر مال و دولت چاہتے تو ہم مال و دولت دینے کو تیار ہیں اور اگر وہ کسی حسین عورت سے شادی کرنا چاہتے ہیں۔ تو ہم انہیں عرب کی بہترین عورت نکاح کر دیتے ہیں۔ لیکن شرط یہ ہے کہ وہ ہمارے بتوں کی مخالفت ترک کر دیں۔ چنانچہ جناب ابوطالب وفد کے چلے جانے کے بعد نہایت محبت و شفقت کے انداز میں رسول اللہ سے فرماتے ہیں بیٹا مجھ پر اتنا بوجھ نہ ڈالو کہ میں اس کا متحمل نہ ہو سکوں۔ مگر رسولؐ اللہ فرماتے ہیں۔ کہ چچا جان۔ اگر یہ لوگ میرے ایک ہاتھ پر سورج اور دوسرے ہاتھ پر چاند لاکر رکھ دیں تو بھی میں اسلام کی تبلیغ سے باز نہیں رہ سکتا۔ جناب ابوطالب حضورؐ کا یہ اٹل جواب سن کر زور نہیں دیتے اور ہر مشکل کے وقت آپؐ کی پوری پوری اعانت کا عہد فرماتے ہیں۔

(۲)

ایک شخص رسولؐ اللہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرتا ہے کہ یا رسولؐ اللہ مجھ میں (جھوٹ، جوا، چوری، زنا، شراب،) ہر قسم کی برائیاں پائی جاتی ہیں۔ اور میں ان تمام برائیوں کو بیک وقت چھوڑ بھی نہیں سکتا۔ لہٰذا مجھے کوئی ایسا عمل بتلائیں جس کی وجہ سے مجھ سے یہ برائیاں چھوٹ جائیں۔ چنانچہ رسولؐ اللہ اُسے ایک برائی چھوڑنے کو فرماتے ہیں۔ اور اس سے عہد لیتے ہیں۔ کہ وہ آئندہ کبھی جھوٹ نہیں بولے گا۔ چنانچہ وہ شخص وعدہ کرکے چلا جاتا ہے۔ اور بعد میں جب کبھی وہ برائی کرنے لگتا ہے۔ تو اس کے دل میں خیال پیدا ہوتا ہے کہ رسولؐ اللہ سے جھوٹ نہ بولنے کا وعدہ کرکے آیا ہوں۔ لیکن اب برائی کرنے لگا ہوں۔ اور اگر رسولؐ اللہ نے دریافت فرمایا تو جھوٹ بولنے کی صورت میں وعدہ خلافی ہوگی۔ اگر سچ بولا تو رسولؐ اللہ ناراض ہوں گے اور جرم کی سزا ملے گی اس خیال کے آتے ہی وہ برائی نہیں کرتا چنانچہ رفتہ رفتہ اس کے فقط ایک جھوٹ چھوڑنے سے باقی تمام برائیاں خود بخود چھوٹ جاتی ہیں

(۳)

رافعؓ اور سمرہؓ دو بھائی جنگ میں شریک ہونا چاہتے ہیں۔ اور رسول اللہؐ کم سنی کی وجہ سے انہیں جنگ میں شرکت کی اجازت نہیں دیتے، لیکن وہ دونوں مُصر ہیں کہ انہیں جنگ میں شریک فرمایا جائے۔ چنانچہ آپؐ ان میں سے رافعؓ کو دراز قد ہونے کی وجہ سے منتخب فرما لیتے ہیں، اور حضرت سمرہؓ کو اجازت نہیں دیتے۔ اس پر وہ رسول اللہؐ کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ میں طاقت میں رافعؓ سے زیادہ ہوں، اور اگر میں اسے کشتی میں پچھاڑ دوں تو آپؐ مجھے بھی شرکت کی اجازت دے دیں چنانچہ آپؐ دونوں کی کشتی کراتے ہیں، سمرہؓ رافعؓ سے کہتے ہیں کہ تو تو منتخب ہو ہی گیا ہے۔ اور اب اگر تو مجھ سے ہار جائے تو میں بھی منتخب ہو جاؤں گا اس پر رافع ہار مان لیتے ہیں اور سمرہؓ کشتی جیت جاتے ہیں اور رسولؐ اللہ ان کا یہ جذبہ دیکھ کر انہیں بھی جنگ میں شرکت کے لئے منتخب فرما لیتے ہیں ———

بقیہ: مجلس ذکر نوشہرہ

اس قسم کی آزمائشیں اور ابتلا آیا کرتی ہیں ——
اللہ تعالےٰ ہمیں اپنی عبادت کی اور دنیا کو اسلام کے جھنڈے تلے جمع کرنے کی توفیق عطا فرمائے
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا منشور اقوام متحدہ کے منشور سے بدرجہا بہتر ہے۔ مغربی ممالک ۴۴

۴۴ - میں رنگ ونسل کالے گورے کی تمیز ہے۔ مگر اسلام میں سب بھائی بھائی ہیں۔ اللہ تعالےٰ ہمیں اسلام پر قائم رہنے کی توفیق مرحمت فرمائے
امین یا الہ العالمین۔

حکیم نابینا صاحب کے مجرّبات خصوصی

صد مُجرّبات انصاریہ

تالیف حکیم مرزا محمود احمد اجمیری وائس پرنسپل طبیہ کالج لاہور ——

صفحات ۱۱۶ سائز ۲۰×۳۰/۱۶ قیمت مجلد پانچ روپے ۵/-

ملنے کا پتہ: ناظم اجمیری دوا خانہ ذیلدار روڈ عقب دربار داتا صاحب لاہور

زیر تبصرہ کتاب جناب حکیم عبدالوہاب صاحب انصاری عرف حکیم نابینا صاحب فخر الاطباء طبیب خاص حضور نظام دکن کے ان ذاتی مجربات پر مشتمل ہے جو ان کے روزمرہ کے معمول اور سینکڑوں بار آزمائے جا چکے ہیں اور جو کبھی اپنے فوائد میں ناکام نہیں ہوئے۔ حکیم نابینا صاحب کی شخصیت سے شاید کوئی طبیب ناآشنا ہو ابھی کوئی زیادہ عرصہ نہیں گزرا کہ نہ صرف حیدرآباد دکن بلکہ پورے ہندوستان میں ان کے حیرت انگیز معالجات کی دھوم مچی ہوئی تھی اور خاص طور پر ان کے مفرحات و مقویات تو بے عدیل مانے جاتے ہیں ——

علامہ اقبالؒ ان کی دوا روح الذہب سے اتنے متاثر ہوئے تھے کہ ایک رباعی اس کی توصیف میں تحریر فرمائی ہے۔ مؤلف خود ایک طبیب اور قابل ترین شخصیت ہیں۔ انہوں نے زیر تبصرہ کتاب فاضل حکماء کے اصرار اور حکیم نابینا صاحب مرحوم کے صاحبزادہ حکیم عبدالقادر صاحب انصاری کی رہنمائی میں مرتب کی ہے چونکہ فاضل مؤلف نے حکیم صاحب سے خاندانی تعلقات بھی تھے۔ جس کا اظہار انہوں نے کتاب کے دیباچہ میں کیا ہے کتاب میں گرانقدر مجربات کا ذخیرہ جمع کر دیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ مؤلف نے بڑی عرق ریزی اور جانفشانی سے اس مجموعہ کو ترتیب دے کر ایک عظیم خدمت سرانجام دی ہے فاضل مؤلف کا مطمع نظر ان مجربات کو کتابی شکل دینے سے سوائے نفع عوام کے اور کچھ نہیں کتابت دیدہ زیب اور کاغذ سفید نہایت عمدہ ہے۔ ٹائیٹل نہایت اعلےٰ خوشنما ہے ان مجربات کا ہر طبیب اور ہر طب کے طالب علم کے پاس ہونا ضروری ہے عوام کے فائدے کے لئے بہترین چیز ہے ——

مجلس ذکر:۔ منعقدہ جامع مسجد نوشہرہ صدر ——— مورخہ ۲ رجون ۱۹۶۳ء

کفرانِ نعمت سے دین و دُنیا کی نعمتیں چھن جائیں گی

از جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہ العالی

(مرتبہ:۔ محمد عثمان غنی بی اے واہ کینٹ)

بزرگانِ محترم!

خدا تعالےٰ کا جس قدر بھی شکریہ ادا کریں کم ہے ہم کو اس نے ایمان سے نوازا، امت محمدیہؐ میں پیدا فرمایا۔ صحت اور تندرستی دی دربار شہنشاہی میں آنے کی توفیق عطا فرمائی اور ہمیں اپنے گھر میں بلا کر اپنی یاد کرنے کی توفیق عطا فرمائی

؎ این سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ!

ھُوَالَّذِیْ خَلَقَ لَکُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا ہ

اللہ تعالےٰ نے زمین میں کی ہر چیز انسان کے لئے پیدا فرمائی ہے۔ انسانوں کے لئے گرمی سردی سے بچاؤ کے سامان پیدا فرمائے۔ خدائی نعمتوں کا شکر ادا کرنا ہمارے بس میں ہی نہیں ہے۔ انعاماتِ الٰہی بے حد و شمار ہیں۔ سائنسدانوں اور ماہرین کی خبریں، سمندروں میں مچھلیاں اور نئے قسم کے سانپوں کی کئی قسمیں ہیں ہر خطہ میں علیحدہ قسم کا سانپ ہے اور اشجات بھی علیحدہ علیحدہ ہیں۔ انسانوں کی بے چارگی مسلم ہے مگر اللہ تعالےٰ سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے۔ اس نے ہر چیز انسانوں کی بہتری کے لئے پیدا فرمائی ہے مگر ساتھ ہی یہ بھی حکم دیا ہے۔

وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون

؎ بندہ آمد از برائے بندگی
زندگی بے بندگی شرمندگی

انسان ہوں یا فرشتے سب عبادت کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ مبارک ہیں وہ ہستیاں جو اللہ تعالےٰ کی یاد میں وقت گزارتی ہیں۔ اللہ تعالےٰ ہمیں سلسلۂ خیر کی کڑی بننے کی توفیق عطا فرمائے سلسلۂ شر کی کڑی بننے سے بچائے اللہ تعالےٰ نے ہمیں اپنی یاد کے لئے بھجوایا اس کا مزید احسان یہ ہے کہ ہمیں ایمان سے نوازا۔ اپنی یاد میں وقت گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔

جو دم غافل سو دم کافر۔ کفرانِ نعمت سے دین و دنیا کی نعمتیں چھن جائیں گی۔ لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ وَلَئِنْ کَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِیْدٌ ہ اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ ہم انسانوں کی بھلائی کے لئے کام کریں۔ سب کچھ خدا کا دیا ہوا ہے۔ قانون بھی خدا کا سب سے بہتر۔ سب سے افضل سب سے احسن سب سے اعلےٰ ہے۔ جعلی سکے کی کوئی وقعت نہیں ہے قرآن کے بارے میں ارشاد باری ہے وتمت کلمت ربک صدقا وعدلا ہ

اصلی سکے کی قیمت ہوتی ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کوئی انصاف کی بات نہیں کر سکتا۔ ہمارا دستور اور نصب العین یہ ہے۔ ھُوَالَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْمُشْرِکُوْنَ ہ مقصود مسلمانوں کا یہی ہے کہ دنیا کے اندر خدا کا قانون رائج کریں۔ سب انسانوں کا قانون وقتی ہے۔ اپنی طرف سے گھٹاتے بڑھاتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ جب تک زندہ رکھے ایمان سے زندہ رکھے۔ دنیا میں وہی قومیں کامیاب ہیں جو خدا ورسولؐ کے احکام پر کاربند ہوں۔ تکالیف اٹھائیں اور اسلام کو قائم رکھیں۔ اللہ تعالےٰ ہمیں بھی چار دانگ عالم میں اسلام کا پھریرا لہرانے کی توفیق عطا فرمائے۔ نپولین اعظم کا قول ہے کہ عرب کے بدوؤں نے اسلام کی برکت اور حضورؐ کی غلامی کی برکت سے آدھی دنیا پر اسلام کا جھنڈا لہرا دیا اور اکثر یورپ کے مستشرق کہا کرتے ہیں اگر دو تین اور جنرل عمر اسلام میں پیدا ہو جاتے تو کفر کا نام و نشان دنیا سے مٹا دیتے۔ حضورؐ نے فرمایا تھا کہ یہود میں بہترؔ فرقے تھے سب غرق ہو گئے۔ مسلمانوں میں تہترؔ فرقے ہوں گے۔ صرف ایک ناجی ہوگا۔ صحابہؓ نے دریافت کیا کہ کون سا فرقہ ناجی ہوگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَا اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِیْ۔ جو میرے اور صحابہؓ کے طریقے پر چلے گا۔ وہی فرقہ کامیاب ہوگا۔ اُن لوگوں کی علامت یہ ہے کہ وہ کتاب و سنت کے عامل ہوں گے۔ اور پڑھنا پڑھانا اُن کا شیوہ ہوگا۔ آج بھی اس طریقہ پر چلنے والے الحمدللہ موجود ہیں اور اعلائے کلمۃ الحق میں جان بھی چلی جائے تو ان کے لئے یہ سودا مہنگا نہیں ؎

جان دی، دی ہوئی اُسی کی تھی • حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

اللہ تعالےٰ نے ہمیں پیدا فرمایا ہے اور اسلام کے اندر سب سے زیادہ حق کی قوت رکھی ہے آزمائش میں اللہ تعالےٰ نہ ڈالے۔ قربانی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ ہی کے دروازے سے سرخروئی ہو سکتی ہے۔ حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ کا ذکر قرآن میں آتا ہے۔ کسقدر تکلیفیں جھیلیں اور پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کتنے غزوات اور جہاد میں شریک ہوئے۔ خدا ہمیں بھی جہاد کی سپرٹ پیدا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ جہاد صرف لڑائی جھگڑے کا نام نہیں بلکہ دین کے لئے کوشش اور جدوجہد کا نام ہے۔ قرنِ اول کے مسلمانوں کی کوشش کے نتیجے میں اسلام کی دولت گھر گھر پہنچ گئی۔ مگر افسوس ڈیڑھ دو صد سالہ انگریزی غلامی کی وجہ سے مسلمان پھر توہمات میں پھنس گئے اور شر و فساد کا شکار ہو گئے ———

کاش مسلمان دنیا کو امن و امان دے سکتے آج بھی قرآن میں سب امراض کا علاج موجود ہے کاش مسلمان اس میں غور کرتے۔ اپنے بچوں کو تعلیم قرآن دیں اور زندگی کے ہر شعبہ میں قانونِ قرآن جاری کریں۔ ع صد جہاں باقی است در قرآن ہنوز ——— صلح و آشتی سے رہیں گھر گھر اسلام کا پیغام امن و امان پہنچائیں۔ کامیابیاں کامرانیاں حاصل کرنا آسان کام نہیں ہے اللہ تعالےٰ اسلام کے جھنڈے لہرانے کی قوت پیدا فرمائے۔ مسلمان قرآن کے بغیر زندہ ہی نہیں رہ سکتا ؎

گر تو میخواہی مسلمان زیستن
نیست ممکن جز بہ قرآن زیستن

یہ خدا کا بھیجا ہوا قانون ہے مسلمان اس کو چھوڑ کر ذلیل ہوں گے۔ جیسے یہود و نصاریٰ ذلیل ہوئے۔ دنیا میں عزت حاصل کرنے کے لئے قربانی بھی دینی پڑے گی۔ گزشتہ صدی ڈیڑھ صدی میں افریقہ میں ان پڑھ عوام کو عیسائی مشنریوں نے بے ایمان بنا دیا۔ لیکن مسلمانوں نے جب ان کے سامنے مساواتِ اسلامی اور انسان دوستی کا مظاہرہ کیا تو چار پانچ سالوں میں چار پانچ کروڑ کی تعداد میں عیسائی مسلمان ہو گئے ہمارا فرض ہے کہ چار دانگ عالم میں قرآن کا اجرا کریں اور خود بھی قرآن کے مطابق زندگی بسر کریں۔ ملایا الجزائر میں بھی انشاء اللہ دین پھیلے گا۔ اسلام زندہ و قائم رہا تو مسلمان کا فائدہ بھی اسی میں ہے۔

وَالْعَصْرِہ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍہ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۵ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ہ

ترجمہ: قسم ہے زمانہ کی، بے شک انسان ٹوٹے میں ہے مگر جو لوگ ایمان لے آئے اور نیک کام کئے اور حق پر قائم رہنے کی اور صبر کرنے کی آپس میں وصیت کرتے رہے

بچوں کا صفحہ

گناہوں سے شفا پانے کا نسخہ

حافظ عطاء اللہ مجاہد نئی آبادی بھابڑا ماڈل ٹاؤن لاہور

کہتے ہیں کہ حضرت شبلی رح ایک دفعہ کسی شفا خانہ میں تشریف لے گئے اور دیکھا کہ ہزاروں مریض بھرے ہوئے ہیں کوئی چپ بیٹھا ہے۔ کوئی رو رہا ہے کوئی بے قراری کی حالت میں کھڑا ہے اور کئی طبیب ان کے علاج میں مصروف ہیں

طرح طرح کی دواؤں سے مکان بھرا ہوا ہے اور وہ مریضوں کو تقسیم کی جا رہی ہیں۔ حضرت شبلی رح یہ حال دیکھ کر بے تاب ہو گئے اور انہوں نے ایک حکیم سے کہا کہ مجھے گناہوں کا مرض ہے اور اس کی وجہ سے مجھے سخت تکلیف رہتی ہے اس درد نے میری نیند بھوک سب اڑا دی ہے اگر اس کی دوا بھی آپ کے پاس ہو تو مجھے عنایت فرمائیں۔

حکیم صاحب یہ سن کر متحیّر سے ہو گئے اور بولے کہ اس مرض کی تو کوئی دوا نہیں سوائے اس کے کہ خدا آپ پر فضل کرے آپ نے یہاں آنے کی تکلیف اٹھائی طبابت کو اس سے کوئی واسطہ نہیں، یہاں یہ باتیں ہو رہی تھیں اور سامنے میدان میں ایک آدمی عالمِ دیوانگی میں تنکے چننے میں مصروف تھا اس نے بھی سُنا اور یکایک سر اٹھا کر کہا، شبلی رح یہاں آؤ میں اس کی دوا بتاؤں وہ یہ نسخہ آپ بھی نوٹ فرمالیں؛ حیا کے پھول، صبر و شکر کے پھل عجز و نیاز کی جڑ، فکر و غم کی کونپل سچائی کے درخت کے پتے، ادب کی چھال، حسن و اخلاق کے بیج یہ سب لے کر ریاضت کے ہاون دستہ میں کوٹنا شروع کر دو اور اشک پشیمانی کا عرق ان میں روز ملاتے رہو۔ کئی چلّے یہی معمول رکھو، اور پھر ان سب دواؤں کو دل کی دیگچی میں بھر کر شوق کے چولھے پر پکاؤ، اگر کچھ کمی رہی تو اپنی جان جلانے سے بھی دریغ نہ کرنا جب اچھی طرح جوش آ جائے تو اتار کر صفائے قلب کی صافی میں چھان لینا اور شیریں زبانی کی شکر ملا کر محبّت کی تیز آنچ دینا یہ معجون بڑی آنچ کھاتی ہے۔ تب جا کر کہیں تیار ہوتی ہے جس وقت تیار ہو کر اترے تو اس کو اتقاء خوفِ خدا کی ہوا سے ٹھنڈا کر کے حفظ کے ڈبے میں بھر کر رکھ دینا اور پھر جس قدر کھا سکو کھاتے رہنا، اس کا کوئی خیال نہ کرنا کہ زیادہ کھانے سے نقصان ہوگا یہ کبھی کسی کو مضر نہیں ہوئی اور ہمیشہ اس نے گناہوں کے مرض کو فائدہ دیا ہے اس موذی مرض کے ازالہ کے لئے اس سے بڑھ کر کوئی دوا نہیں جو گنہ گار چاہے اس کا امتحان کر سکتا ہے انشاء اللہ العزیز اس کا درد ہوا ہو جائے گا۔ ہزاروں دفعہ کا آزمایا ہوا نسخہ ہے اور معرفت کے طبیبوں نے اس کی تعریف کی ہے

حضرت شبلی رح نے یہ سن کر فرمایا کہ حضرت خدا آپ پر برکت نازل فرمائے یہ نسخہ کیا ہے کرامت ہے یہ سننا تھا کہ دیوانہ غائب ہو گیا

خدا ہم سب مسلمانوں کو اس نسخہ کی آزمائش کی توفیق بخشے آمین ثم آمین

حضرت حسن بصری رح
حجّاج کے دربار میں

از — طاہرہ بیگم پروین

اس کارگاہ زمانہ کا ہمیشہ سے عجیب دستور رہا ہے کہ سچ بات کہنے والوں کی زبانوں پر پابندیاں عائد کی جاتی ہیں اور اس کو مختلف طریقوں سے زیر کیا جاتا ہے، لیکن دراصل اسی شخص کو سرخروئی اور سربلندی نصیب ہوتی ہے جو رضائے حق کی جستجو میں سچ بات کہنے سے کسی ظالم جابر سے نہیں ڈرتا۔ ذیل کے واقعہ سے یہ بات بخوبی واضح ہو جائے گی کہ حجاج بن یوسف کے مقابلہ میں حضرت حسن بصری رح کو اللہ تعالٰے نے کیسی کامیابی عنایت فرمائی۔

حجاج بن یوسف نے ایک بہت عالی شان محل تعمیر کرایا، جب وہ مکمل ہو گیا تو حضرت حسن بصری کو دیکھنے کے لئے بلایا آپ نے محل میں قدم رکھتے ہی فرمایا۔ الحمد للہ کہ سلاطین اپنے لئے ان عالی شان محلات میں عزت.. دیکھتے ہیں، مگر ہم روزانہ ان میں عبرت دیکھتے ہیں، ان میں سے جب کوئی محل تعمیر کرا لیتا ہے تو اس کو مزیّن کرنے کے لئے انواع و اقسام کی چیزیں مہیا کرتا ہے۔ خوشنما فرش لگواتا ہے.... دروازوں پر سواریاں کھڑی کرتا ہے غرض دیگر سامان سے زیب و زینت بخشتا ہے، پھر اس کے بعد صاحب مکان فخر سے کہتا ہے کہ:-

دیکھئے! میں نے مکان بنوایا ہے

حسن بصری رح نے پھر کہا

اگر ہم نے تمہارا مکان دیکھ لیا تو کیا ہوا؟ آسمان والے تم سے ناراض ہیں اور زمین والے تمہارے اوپر لعنت بھیجتے ہیں، تم نے دار الفنا کی بنیادیں ڈالیں مگر دار البقا کو ویران کر دیا، دار السرور کی آرائشوں کو دیکھ کر مغرور ہو گئے مگر یاد رکھو دار آخرت میں ذلت و رسوائی ہے۔"

آپ کی ترش و تلخ تقریر سُن کر حجاج بن یوسف کو بے اختیار غصہ آ گیا اور شامی فوجوں کو مخاطب کر کے بولا:-

"اہل شام، اہل بصرہ کا غلام زادہ تمہارے سامنے مجھ کو گالیاں دے رہا ہے اور تم اس کو بُرا نہیں مانتے۔" اس کے بعد حجاج نے آپ کو بھرے دربار میں طلب کیا

۲۳ اگست ۶۳ء

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

The Weekly "KHUDDAMUDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

خدام الدین لاہور
چیف ایڈیٹر
عبید اللہ انور

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۷۳۰-۲۴۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء

فیروز سنز لمیٹڈ پریس لاہور میں باہتمام مولوی عبید اللہ انور پرنٹر و پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین اندرون شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا